REGD No P 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

جلد ۸ | ۵ امان ۱۳۳۸ ہش | ۲۴ شعبان ۱۳۷۸ھ | ۵ مارچ ۱۹۵۹ء | نمبر ۱۰

قادیان میں میونسپل انتخابات اور جماعت احمدیہ کا تعاون

محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل کی شاندار کامیابی

قادیان ۲۶ فروری ۱۹۵۹ء:- پنجاب گورنمنٹ کے مقرر کردہ پروگرام کے مطابق امسال ۲۶ فروری کو قادیان میں میونسپل انتخابات ہوئے۔ میونسپل کمیٹی قادیان کی نو سیٹوں کے لئے کل ۲۶ امیدواران نے انتخاب میں حصہ لیا۔ یعنی کانگرس ۹ جن سنگھ ۹ کمیونسٹ و آزاد ۸

مقررہ تاریخ سے کئی ماہ قبل پارٹی کی طرف سے کوششیں شروع ہوگئی تھیں چنانچہ اسی دوران میں کانگرس۔ جن سنگھ اور کمیونسٹوں کی طرف سے انتخابی مہم کے طور پر کئی جلسے بھی ہوئے۔ اور بڑے بڑے شعلہ بیان مقرروں نے اپنا اپنا پروگرام پیش کر کے اپنی پارٹی کے امیدواران کو کامیاب بنانے کی اپیل کی۔

انتخابات کی تاریخ سے چند یوم پہلے وارڈ نمبر ۱ میں جن سنگھ کے امیدوار کے بیٹھ جانے کی وجہ سے سردار گورندیال سنگھ صاحب باجوہ بلا مقابلہ کامیاب ہوگئے جس پر شہر میں جلوس نکلا اور جلسہ بھی ہوا۔ اسی طرح صرف چند دن پیشتر وارڈ نمبر ۲ میں کانگرس کے امیدوار حکیم کرتار سنگھ صاحب کی اچانک وفات کی وجہ سے تاریخ مقررہ پر اس وارڈ کا انتخاب ملتوی ہوگیا۔ حکیم صاحب بڑی خوبیوں کے مالک تھے ہمیں ان کی اس بے وقت جدائی کا بہت افسوس ہے۔ اور ان کے پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے

وارڈ نمبر ۷ میں جماعت احمدیہ کے نمائندہ کی حیثیت سے محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ نے میونسپل انتخاب میں حصہ لیا۔ ان کے بالمقابل جن سنگھ کے امیدوار مدن لال کھاٹیہ تھے جن کو صرف ۲۶ ووٹ ملے اور مکرم مولوی صاحب ۲۹۰ ووٹ ملے۔ گویا مکرم مولوی صاحب اپنے مد مقابل سے ۲۶۴ ووٹ زیادہ حاصل کر کے کامیاب ہوئے۔ الحمد للہ۔ ہم اس موقعہ پر ان سکھ اور ہندو دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے مکرم امیر صاحب کو اپنا ووٹ دیا۔ اور ہر ممکن طریق پر امداد کی۔ اور ان کی کامیابی پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

۲۶ فروری کے دن قادیان کے جملہ وارڈوں کے ووٹران نے ووٹ ڈالے جماعت احمدیہ کی طرف سے اس دن سارے وارڈوں میں کانگرسی امیدواران کی مدد کے لئے ۲۴۰ کے قریب والنٹیر دیئے گئے جنہوں نے صبح سے شام تک مسلسل کوشش کر کے کانگرسی امیدوار کو کامیاب کرانے میں پوری پوری مدد کی۔ چنانچہ ۲۶ فروری کی شام کو ان انتخابات کا جو نتیجہ نکلا وہ درج ذیل ہے۔ اس کے مطابق مندرجہ ذیل امیدوار کامیاب ہوئے۔

وارڈ نمبر ۱ سردار گورندیال سنگھ صاحب باجوہ۔ (کانگرس) جو پہلے سے بلا مقابلہ کامیاب ہوچکے تھے۔

وارڈ نمبر ۳ سردار ست رام سنگھ صاحب باجوہ (کانگرس)

وارڈ نمبر ۴ سردار اوجاگر سنگھ صاحب زمان (کانگرس)

وارڈ نمبر ۷ مولوی عبدالرحمٰن صاحب (کانگرس)

وارڈ نمبر ۸ شری کندن لال صاحب (کانگرس)

وارڈ نمبر ۹ سردار سوورن سنگھ صاحب باجوہ (کانگرس)

وارڈ نمبر ۵ میں جن سنگھ اور ریزرو سیٹ پر کانگرس کے امیدوار کامیاب نہ ہوسکے کامیاب ہونے والے امیدواروں میں سے محترم مولوی صاحب نے ۲۷۲ ووٹ اپنے مد مقابل سے زائد لیکر سارے شہر میں نمایاں حیثیت حاصل کی۔ گذشتہ میونسپل انتخابات میں باوجود اس کے کہ ہمارے وارڈ میں ہمارے اپنے ووٹ بہت تھوڑے تھے۔ اور بظاہر حالات ہمارے نمائندہ کی کامیابی مشتبہ تھی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح امام جماعت احمدیہ کی خاص دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مخالف حالات میں ہمارے نمائندہ کو کامیاب کیا۔ اس دفعہ احباب احمدیہ جماعت کی تنظیم۔ مخلصانہ کوشش اور تعاون کارگر ہوئے اور اس کا اثر دوسرے وارڈوں میں بھی نمایاں طور پر محسوس کیا گیا

۴۔ ان انتخابات کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد کانگرس کے جملہ کامیاب امیدواران کالج کی وسیع گراؤنڈ میں جمع ہوئے اور شاندار جلوس کی شکل میں شہر کی جانب روانہ ہوئے۔ کانگرس کے ورکر اور ہمدرد جلوس کے ساتھ ساتھ نعرے لگا کر خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ لوگوں کا بہت بڑا ہجوم ہمراہ تھا۔ یہ شاندار جلوس بڑے چوک سے بازار دارالصحت (سرجن پورہ) اور محلہ احمدیہ سے ہوتا ہوا۔ دوبارہ ریتی چھلہ کے پاس آکر بخیر و خوبی ختم ہوا۔

استقبالیہ دعوت

انتخاب کے دوسرے روز جماعت احمدیہ کی طرف سے الیکشن میں کامیابی پر اظہار تشکر کے لئے اور مشرقی افریقہ سے آئے ہوئے معزز مہمانوں کے اعزاز میں مہمان خانہ میں دعوت چائے کا انتظام کیا گیا اس دعوت میں ایسٹ افریقہ کے مہمانوں کے علاوہ کامیاب ہونے والے کانگرسی میونسپل کمشنران اور شہر کے دیگر معززین مدعو تھے۔ چائے سے فارغ ہونے کے بعد مکرم سردار گورندیال سنگھ صاحب باجوہ کی صدارت میں مختصر جلسہ ہوا جس میں بلدیو راج طوطی نے "دیش پیار" کے موضوع پر خوش الحانی سے نظم پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل میونسپل کمشنر و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مختصر ایڈریس پیش کیا جس میں آپ نے معزز مہمانوں کو قادیان کی زیارت کا موقعہ ملنے اور کامیاب میونسپل کمشنران کو انکی شاندار کامیابی پر مبارکباد پیش کی۔ اور جماعت احمدیہ کی تعلیم کی روشنی میں اپنے ہندو اور سکھ وغیرہ بھائیوں کو مکمل تعاون اور ہمدردی کا یقین دلایا۔ اور شہر کی فضا کو فرقہ وارانہ خرابیوں سے پاک رکھنے کی تلقین کی۔

ایڈریس کے جواب جناب خواجہ نذیر احمد صاحب اے ایس پی مشرقی افریقہ نے معزز مہمانوں کی طرف سے شکریہ ادا کیا اور مشرقی افریقہ میں اپنے ہندو سکھ دوستوں کے ساتھ اپنے گہرے مخلصانہ تعلقات سے متعلق چند دلچسپ واقعات سنائے۔ اور آپ نے قادیان کی مقدس بستی کی زیارت کا موقعہ ملنے پر خوشی کا اظہار کیا۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا نیز احمدیہ جماعت کی بین الاقوامی حیثیت اور بیرونی ممالک میں بسنے والے احمدیوں کے قادیان کے درویشان کے متعلق والہانہ جذبات محبت و عقیدت کا ذکر کرتے ہوئے احمدیت کے جملہ فرزندان کو ایک جسم کے اعضاء قرار دیتے ہوئے کہا کہ جس طرح جسم کے ایک عضو کے دکھنے سے سارا جسم الم ناک ہوجاتا ہے اسی طرح قادیان میں بسنے والے احمدیوں کی تکلیف یا آرام کا اثر بیرونی ممالک کے احمدیوں پر پڑتا ہے۔ (باقی صفحہ ۸ پر)

بشیر آباد (سندھ) سے واپسی پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کار کو حادثہ

حضور کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ ۲ مارچ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ

کار کے حادثہ میں سیدنا حضرت اقدس کے سر اور کمر میں سخت چوٹ لگی ہے۔ لیکن خدا کے فضل و کرم سے ہڈی وغیرہ کو صدمہ نہیں پہنچا۔ اب حضور کی صحت اچھی ہو رہی ہے۔ الحمد للہ۔

اس سے قبل حادثے کی نوعیت اور صحت کے متعلق اخبار الفضل میں حضرت اقدس کی طرف سے حسب ذیل اطلاعات شائع ہوئی ہیں:-

۱۔ گھنری (سندھ) ۲۵ فروری۔ بشیر آباد سے واپسی کے سفر پر ہماری کار جیپ کر ایک گڑھے میں چلی گئی۔ دھچکا اس قدر شدید تھا کہ میرا سر موٹر کار کی چھت سے ٹکرایا۔ اور میری پیٹھ پر شدید ضرب آئی۔ میں دو آدمیوں کی مدد کے بغیر ایک قدم بھی چلنے کے قابل نہیں ہوں اگرچہ پیشاب آتا ہے۔ لیکن فروٹ سالٹ لینے کے باوجود اجابت ابھی تک نہیں ہوئی۔ رات بھر بے چینی رہی۔ " مرزا محمود احمد"

۲۔ گھنری ۲۶ فروری بوقت ۱۰ بجے صبح بہت خفیف سا افاقہ ہونا شروع ہوگیا ہے۔ لیکن بے چینی کی شکایت تا حال قائم ہے۔ آج پہلی بار بستر میں بغیر تکلیف کے کروٹ لی۔ کل صبح مسہل لینے کے بعد اجابت ہوئی ہے۔ پیشاب معمول کے مطابق ہے۔ مرزا محمود احمد "

احباب جماعت نہایت خشوع و خضوع اور درد و الحاح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں جاری رکھیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کی تکلیف کو جلد دور فرمائے اور بہت جلد حضور کو صحتیاب کرے اور پوری (باقی صفحہ پر دیکھیں)

مکمل صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۵ مارچ ۱۹۵۹ء

اکنافِ عالم میں تبلیغِ اسلام کا بے نظیر کام

اور

عصرِ حاضر کے بے توفیق علماء

جماعت احمدیہ کی بیسیوں امتیازی خصوصیات میں سے ایک بہت بڑی خصوصیت منظم طریق پر اکنافِ عالم میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کام ہے۔ اس پہلو سے یہ جماعت دنیا کی تمام اسلامی جماعتوں سے ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس کے اس بے نظیر کارنامہ پر دنیا کا سنجیدہ طبقہ اس کے حق میں رطب اللسان ہے اور اس کی ان شاندار اسلامی خدمات کو بنظرِ استحسان دیکھتا اور کھلے بندوں اس کا اعتراف بھی کرتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس جو لوگ محض اعتراض کرنا جانتے ہیں اور ہمارا کوئی کام بھی اُن کی نظر میں نہیں جچتا وہ باوجود عملی میدان میں کورے ہونے کے جماعت احمدیہ کی بے نظیر اسلامی خدمات پر عجیب و غریب اور بے معنی تنقیدات کرنے بیٹھ جاتے ہیں جنہیں حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔ مگر حقیقت شناس بخوبی جانتے ہیں کہ ایسی تنقیدات کے ذریعہ یا تو اپنی بے عملی پر پردہ ڈالا جاتا ہے۔ یا محض دلی بغض و عناد کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے اکنافِ عالم میں تبلیغِ اسلام کا جو ٹھوس کام سرانجام دیا جا رہا ہے وہ آفتاب آمد دلیل آفتاب کا مصداق ہے۔

بدر کی گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں ہم نے مولانا دریابادی صاحب کا ایک تازہ نوٹ شائع کیا تھا۔ جو موصوف نے اپنے مؤقر جریدہ کی ۳۰ جنوری کی اشاعت میں جماعت اسلامی ہند کے ایک ترجمان کی جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ منعقدہ ربوہ کے متعلق ایک خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا۔ اس نوٹ میں جماعت احمدیہ کی فعالیت۔ تبلیغی جوش و سرگرمی کا ان الفاظ میں ذکر تھا۔

"اکبر کا ایک ظریفانہ شعر تحریکِ ترکِ موالات کے زمانہ سنہ ۱۹۲۰ء کا لکھا ہوا ہے ؎
صاحب میں سب بائی بیکن و خوب چرکس
کھانا ہے سب کھلائی لیکن وہ مفت بے بس
موقع کہ اس وقت بھی ایسے ہی شعر پڑھنے کا ہے "قادیانیوں" کے سلسلے غیب ایک طرف اور فعالیت اور تبلیغی جوش و سرگرمی کا ایک ہنر دوسری طرف تو ہماری بھی درستی پتہ نکلے گا۔"

مولانا کا یہ تبصرہ ماہنامہ "الحرم" میرٹھ کو سخت ناگوار گذرا۔ یہی وجہ ہے کہ مدیر صاحب "الحرم" نے ماہ فروری ۱۹۵۹ء کے مقالہ افتتاحیہ میں "قادیانی تبلیغِ اسلام" کے عنوان سے جماعت اسلامی ہند کے ترجمان کی خبر اور مولانا دریابادی کے والا تبصرہ پر ہندوستان کے ایک ممتاز سنی حنفی ماہنامہ "اہل قلم" کی طرف نسبت کر کے بڑے غم و غصہ کا اظہار فرمایا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:۔

"محترم تبصرہ نگار قادیانیوں کی فعالیت اور جوش و سرگرمی کی جتنی تعریف چاہیں کریں مگر "تبلیغی" کی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ لغوی اعتبار سے "اشاعت قادیانیت" کے لئے تبلیغ کا لفظ استعمال کر سکتے تھے مگر اصطلاحی تبلیغ جو یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک سے ماخوذ ہے اور ختم الانبیاء سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پیغام کی اشاعت کا نام ہے اس کا اطلاق قادیانی مشن کی سرگرمیوں پر خواہ کتنی ہی حیرت انگیز اور مبالغہ آمیز کیوں نہ ہو ہو ہی نہیں سکتا۔"

قطع نظر اس کے کہ مقالہ نویس نے صریح ارشاد خداوندی لا تنابزوا بالالقاب کے خلاف "احمدیت" کے نام سے سیدھے نام کو "قادیانیت" سے موسوم کیا ہے۔ ایک محقق پر یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا کہ احمدیت کسی نئے مذہب کا نام نہیں بلکہ احمدیت سے حقیقی اسلام ہی مراد ہے۔ مگر چونکہ موجودہ زمانہ میں "اسلام" نام کی طرف بہت سے ایسے لوگ اپنے تئیں منسوب کرنے لگے جن کے عقائد و اعمال کو اسلام یا دین سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک دوسرے نام "احمد" کی اس زمانہ میں غیر معمولی تجلی کے لحاظ سے اس زمانہ کی برگزیدہ جماعت کا امتیازی نام جماعت احمدیہ رکھ دیا گیا۔ ورنہ اس جماعت کے عقائد اہل سنت کے عقائد سے مختلف نہیں۔ اس کا وہی کلمہ ہے جو روئے زمین کے باقی تمام مسلمانوں کا۔ اس کا اسی مقدس رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے جس پر ایک ایک مسلمان اپنے لئے موجب نجات خیال سمجھتا ہے۔ اور یہ اس قرآن مجید کو شرعی کتاب خیال کرتے جو سب مسلمانوں کے لئے روحانی حفاظت و دستور العمل ہے۔ اور ساری جماعت اسی مبارک کتاب کی تبلیغ و اشاعت کے کام کو اپنے لئے سعادت و خوش بختی قرار دیتی ہے جو قرآن مجید کے نام سے موسوم ہے۔ وہ لوگ بہت بڑے ظلم اور زیادتی کے مرتکب ہوتے ہیں جو اس برگزیدہ جماعت پر کسی نئے مذہب کا الزام دیتے ہیں۔

مقالہ نویس نے لغوی اور اصطلاحی تبلیغ کی جو توجیہات پیش کی ہیں اس پر ہماری طرف سے بالکل سیدھا سادا عملی جواب دنیا کی سات بڑی بڑی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم ہیں۔

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

بہتر ہو کہ ایسے معترضین ان تراجم کو پہلے بغور پڑھ لیں اور پھر فرمائیں کہ کیا کفر و الحاد سے مراد یہی کلام اللہ کی اس طور سے تبلیغ و اشاعت آپ کی پیش کردہ آیت قرآنیہ سے کچھ مختلف ہے؟ اسے حضرت کنویں کے مینڈک کی طرح اپنے حجرے میں بیٹھ کر اعتراض کر لینا آسان ہے۔ مگر باہر کی دنیا میں نکل کر کچھ کام کر کے دکھانا خدا تعالیٰ کی غیر معمولی توفیق کے بغیر ممکن نہیں!! شمس نصف النہار سے انکار کرنا آپ ہی لوگوں کا کام ہے ورنہ یہ حقیقت ہے کہ خدا کے فضل سے اس خاتم النبیین سیدالمرسلین کے لائے ہوئے پیغام کو زمین کے کناروں تک پہنچانے کی سعادت آج احمدی مبلغین کو ہی حاصل ہے آپ لوگ عملاً میدان میں کچھ کر کے دکھانے سے یکسر محروم و بے نصیب محض ہیں۔ اگر ہمت ہے تو آیئے چشم ما روشن دل ما شاد مثبت طریق پر بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ سے بڑھ کر تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام کر کے دکھایئے۔

مقالہ نویس آگے لکھتا ہے:۔

"یہ بات اب راز نہیں رہی کہ قادیانی مسلمانوں کو پرچانے اور ان سے چندہ وصول کرنے کے لئے اگرچہ خود کو "مسلمان" کہتے ہیں مگر وہ تمام غیر قادیانی مسلمانوں کو کافر اکفر سمجھتے ہیں قادیانیت اور اسلام میں اتنا ہی فصل ہے جتنا اسلام اور نصرانیت میں۔"

بہت خوب جماعت احمدیہ کو کفر بازی کا طعنہ دیا جا رہا ہے حالانکہ اوّل تو ایسا طعنہ ان کی زبان سے زیب نہیں دیتا جبکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اسلامی فرقوں میں سے ہر فرقہ ہی دوسرے کو کافر قرار دے چکا ہے۔ دوم جہاں تک جماعت احمدیہ کی طرف سے دیگر مسلمانوں کو کافر یا بقول مقالہ نویس اکفر قرار دینے کا سوال ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری طرف سے ہرگز ہرگز پہل نہیں ہوئی۔ ہمارے مخالفین کا یہ سراسر ظلم اور تعدی ہے۔ کہ اپنی سیاہ کاری کو اب الٹا جماعت احمدیہ کے سر تھوپ رہے ہیں یہ لوگ اُن تاریخی شواہد کو کیونکر جھٹلا سکتے ہیں جو خود اُنہیں جھوٹا ثابت کرتے ہیں۔ ذرا اُن فتاویٰ کفر پر نظر کریں جو مقالہ نویس کے بزرگوں نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر اوّل اوّل صادر کئے!!

بایں ہمہ اگر مسئلہ تکفیر کی حقیقت اور اصلیت پر نظر کی جائے۔ تو جماعت احمدیہ کا موقف عامۃ المسلمین سے کچھ جداگانہ نہیں کیونکہ تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹے مدعی نبوت اور آنے والے مسیح موعود کا منکر کافر ہے۔ پس اس صورت میں کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعوے اور حالات زمانہ پر غور کرنے کے بعد ہم نے اُنہیں وہی سچا مسیح موعود مان لیا جس کی خبر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی اور یقینی طور پر اس نتیجے پر پہنچے کہ آپ ہی مہدی آخر الزمان ہیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام بھیجا۔ تو بتایئے آپ کے نہ ماننے والے کو احمدیہ جماعت نے کافر قرار دیا یا خود ان کا اپنا فیصلہ بھی یہی ہے۔ رہی یہ بات کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعوے کو عامۃ المسلمین نے برحق تسلیم نہیں کیا۔ تو تاریخ انبیاء شاہد ہے کہ جب بھی دنیا میں کوئی مامور و مرسل آیا تو ساری کی ساری قوم نے یکدم ہی اُسے قبول نہیں کر لیا بلکہ جوں جوں اس کی صداقت ان پر روشن ہوتی گئی۔ اس کے ماننے والوں کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ اور یہی صورت اس جگہ بھی ہے۔ کوئی بات نہیں۔ بعض لوگ اس وقت آپ کے دعوے پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ کچھ مدت کے بعد جب ان پر آپ کی صداقت کھل جائے گی خود بخود ہی اس پاک جماعت کی طرف چلے آئیں گے۔ تب کفر بازی کا مسئلہ بھی صاف ہو جائیگا۔

مقالہ نویس نے الیاس برنی صاحب کی ایک کتاب کا حوالہ دے کر بڑے طمطراق سے لکھا ہے کہ:۔

"اُنہوں نے قادیانیت کے چہرے سے اسلام کی نقاب اتار پھینکی۔"

واقف کار حلقے بخوبی جانتے ہیں کہ ان کی مایہ ناز کتاب کا مدلل جواب ہماری طرف سے شائع ہوا۔ اور برنی صاحب کے مزخرفات کی حقیقت کھول کر رکھ دی گئی۔ مگر اس کے باوجود اگر کوئی ؎ سمجھنا چاہے تو اس کا اپنا اختیار ہے۔

تین سال ہوئے کہ ان ہی پروفیسر الیاس برنی صاحب کے ۲۴ صفحے کے ایک رسالہ موسومہ "قادیانی غلط بیانی" پر اخبار الجمعیۃ دہلی کی طرف سے ایک مختصر ریویو شائع ہوا تھا مناسب ہے کہ "الحرم" کے مقالہ نویس صاحب اس پر بھی غور کر لیں۔

"الیاس برنی صاحب رد قادیانیت میں ایک خاص شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ اور ان کی کتاب قادیانی مذہب بہت مقبول ہو چکی ہے (باقی صفحہ ۹ پر)

سیرالیون (مغربی افریقہ) میں جماعت احمدیہ کا نواں کامیاب سالانہ جلسہ

روح پرور پیغام امام۔ پُر مغز ایمان افروز تقاریر۔ آٹھ نئی مساجد بنانے کا عزم۔ ۲۹ افراد کا قبول اسلام

(مکرم ملک غلام نبی صاحب شاہد مبلغ سیرالیون کی الفضل ربوہ میں شائع شدہ مفصل رپورٹ کا خلاصہ)

امسال جماعت احمدیہ سیرالیون کا سالانہ جلسہ ۱۲ ار ۱۳ ار ۱۴ دسمبر کو احمدیہ سنٹرل مشن ہاؤس بو میں منعقد ہوا۔ گذشتہ سالوں کی نسبت اس سال احباب زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ کی مقررہ تاریخوں سے کچھ روز قبل ہی دور دراز علاقوں سے سفر کر کے جلسہ میں شمولیت کے لئے پہنچ چکے تھے۔ جلسہ خدا کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ تین روز کے بعد بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ مفصل کارروائی کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

پہلا دن ۱۲ ار دسمبر

پہلا اجلاس بروز جمعہ نو بجے صبح زیر صدارت مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری امیر جماعت ہائے سیرالیون منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم امیر صاحب نے جلسہ کا افتتاح کیا اور پھر ایک دفعہ مرکزی مقام میں جمع ہونے پر خدا کا شکر ادا کیا۔ آپ نے حاضرین کو تلقین کی کہ وہ ان ایام کو ذکر الٰہی اور دعاؤں میں گذاریں۔ اس کے بعد آپ نے خلافت کی اہمیت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا روحانی مقام اور آپ کے سیرالیون مشن پر احسانات واضح کئے۔ اور حضور کی طرف سے آمدہ تازہ روح پرور پیغام سنایا جسے حاضرین نے نہایت توجہ سے سنا اور گہرے طور پر متاثر ہوئے۔

پیغام امام

"برادران جماعت احمدیہ سیرالیون

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے سنا ہے کہ آپ کی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ احباب تو چاروں طرف سے آئیں گے ہی مگر خالی احباب کا جمع ہونا مفید نہیں ہوتا جب تک ان کے اندر للہیت اور اخلاص پیدا نہ ہو۔ آپ تلقین کریں اور جماعت جس جوش سے ساتھ آئے اس سے سینکڑوں گنا زیادہ جوش کے ساتھ واپس جائے۔ تاکہ ملک کے چپہ چپہ میں احمدیت پھیل جائے۔

آپ کا ملک بہت وسیع ہے۔ ابھی اس میں اشاعت حق کی بہت ضرورت ہے۔ جلدی اس طرف توجہ کریں اور ملک کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کریں تاکہ آپ لوگ اسلامی دنیا میں ایک مفید عنصر ثابت ہو سکیں۔ خالی سیرالیون اسلامی دنیا میں کوئی نقش نہیں چھوڑ سکتا۔ جب تک پہلے وہ ایک عقیدہ پر قائم نہ ہو اور پھر باقی مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر اسلام کی خدمت کرے۔

پس اس مقصد کو آپ کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہیئے اور اس کے لئے جدوجہد کرتے رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین والسلام

خاکسار

مرزا محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

یکم دسمبر ۱۹۵۸ء"

اس کے بعد آپ نے جلسہ کا آغاز دعا کے ساتھ کیا۔

پہلے نمبر پر مولوی مبارک احمد صاحب ساقی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ سب سے پہلے آپ لوگوں کو خود احمدیت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے تب ہی دوسروں کو بھی احمدیت کے متعلق کچھ ٹھوس معلومات دے سکتے ہیں۔ پھر دلائل حقہ کے ساتھ ہمارا اپنا عملی نمونہ بھی ضروری ہے تا پیغام سننے والوں کو یقین آجائے کہ جو باتیں ان کے سامنے پیش کی جاتی ہیں پیش کرنے والے خود ان پر عمل پیرا ہیں۔

دوسری تقریر ایک لوکل عالم الفا عباس دیغان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر یہاں کی لوکل زبان مینڈے میں کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ خدا تعالیٰ نے حضور کو عین وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا اور تمام وہ پیشگوئیاں جو سابقہ کتب میں موجود ہیں آپ کے ظہور کی وجہ سے پوری ہو چکی ہیں۔ اسلئے مبارک ہیں وہ جو اس موعود پر ایمان لانے میں جلدی کر رہے ہیں۔

ایک ایمان افروز خواب

تقریر جاری رکھتے ہوئے الفا عباس صاحب نے یہ بھی بتایا کہ انہیں کس طرح قبول احمدیت کی توفیق ملی آپ نے بتایا کہ ۱۹۴۱ء میں احمدیہ مشن کے پہلے مبلغ الحاج مولوی نذیر احمد علی مرحوم اور مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ہمارے گاؤں باندا جما میں تبلیغ کے لئے آئے تو میں ان سے تین دن متواتر بحث کرتا رہا۔ آخر مکرم الحاج علی صاحب مرحوم نے مجھے تحریک کی کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی ہدایت کے لئے دعا کروں اور استخارہ مسنونہ کے ذریعہ حضرت مہدی علیہ السلام کی سچائی معلوم کرنے کی کوشش کروں چنانچہ میں نے ان کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق استخارہ شروع کیا۔ اور ابھی ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت گائے میرے سامنے کھڑی ہے اور وہ قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے منہ کھول کھول کر ہماری لوکل زبان میں کہہ رہی ہے کہ اے لوگو! مہدی آخر الزمان جس کے لئے تم منتظر ہو وہ آگیا ہے۔ میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ ایک گائے بول رہی ہے۔ چنانچہ میں نے نزدیک ہو کر اسے کہا کہ تم جھوٹ بول رہی ہو۔ مہدی ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ اگر تم سچی ہو تو جس خدا نے تمہیں بنایا ہے اس کی قسم کھا کر بتاؤ کہ تم سچ کہہ رہی ہو۔ چنانچہ اس نے اس وقت اسی طرح منہ کھول کر میری زبان میں کہا میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ مہدی علیہ السلام ظاہر ہو گئے ہیں اور جو ان کی جماعت میں شامل ہوتا ہے ان سے خدا راضی ہوتا ہے پھر اس گائے نے مشرق کی طرف اشارہ کیا کہ وہ امام مہدی اس جگہ آیا ہے۔

اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اور صبح اٹھ کر مجھے حضرت مہدی علیہ السلام کے دعاوی کے سچے ہونے پر اس قدر پختہ ایمان ہو گیا کہ میں نے اسی وقت بیعت کا خط لکھ دیا۔ اور اس وقت سے اب تک کئی لوگ میرے ذریعہ احمدی ہو چکے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

دوسرا اجلاس

نماز جمعہ کے بعد دوسرا اجلاس زیر صدارت مسٹر واندی کامو ایجنٹ چیف ریاست جاوی تین بجے بعد دوپہر منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم مولوی سید احمد شاہ صاحب نے عربی زبان میں ایک مدلل تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ زکوٰۃ اور صدقات کا ادا کرنا ضروری ہے آپ نے بتایا کہ زکوٰۃ ارکان اسلام میں سے ایک بہت بڑا رکن ہے۔ اور ہر صاحب نصاب پر اس کا ادا کرنا فرض ہے۔

دوسری تقریر خود مسٹر واندی کامو نے لوکل زبان مینڈے میں کی۔ اور بتایا کہ کس طرح وہ شروع میں ایک عیسائی تھے اور عیسائیت کا شوق تھا۔ آپ نے بتایا کہ میں پہلے مسلمان تھا مگر عیسائی سکولوں میں پڑھنے کی وجہ سے عیسائی ہو گیا۔ پھر میری توجہ اسلام کی طرف ہوئی اور عیسائیت چھوڑ دی۔ حتیٰ کہ مجھے بڑے بڑے عہدوں کی بھی ترغیب دی گئی۔ مگر میں نے قبول نہ کیا۔ گو میں پکا اور عملی مسلمان نہ تھا۔ مگر میرا دل گواہی دیتا تھا کہ اگر میں نے کوئی مذہب قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا ہے تو اسلام ہی سب سے بہتر ہے۔ چونکہ میرا مذہبی علم کچھ نہ تھا اس لئے میں اسلام کے متعلق کچھ نہ سمجھ سکتا تھا۔ اور اکثر کوشش میں رہتا کہ کسی طرح عربی سیکھوں اور پڑھوں اور قرآن کریم کو سمجھوں چنانچہ اسی کوشش میں تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خواب کے ذریعہ بتایا کہ۔

ایک درخت ہے جس کے پیچھے چاند ہے۔ اور اس کی کرنیں میرے تک پہنچ رہی ہیں اور مجھے اشارہ کر رہی ہیں کہ آپ اس درخت کے نیچے آجائیں۔ اور اس نور سے فائدہ حاصل کریں۔ اور مجھے بتایا گیا کہ اس درخت اور نور سے مراد جو دوسرے درخت ہیں وہ اب خشک ہو چکے ہیں اس لئے ان سے آپ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اور خوش قسمتی سے انہیں دنوں میں احمدیت کے لٹریچر کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اس لئے میں سمجھا کہ خدا تعالیٰ نے میری راہنمائی احمدیت کی طرف کی۔ اور میں نے مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری کے ذریعہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بیعت کا خط تحریر کر دیا۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے کامو صاحب نے بتایا کہ اگر ہم اپنی اور اپنی اولادوں کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہمارے لئے صرف یہی ضروری ہے کہ خود احمدیہ لٹریچر کا باقاعدہ مطالعہ کرتے رہیں اور اپنے بچوں کو بھی احمدیت کی روشنی میں لکھی ہوئی اسلامی کتابیں اپنے پاس رکھنے اور پڑھنے کی تلقین کریں۔

تیسری تقریر مکرم الفا فوفانہ صاحب نے کی جس میں آپ نے انتخاب چندہ اور ہر سال ایک دو آدمیوں کو حج بیت اللہ کے لئے بھیجنے کی تجویز پیش کی۔

دوسرا دن ۱۳ ار دسمبر

پہلا اجلاس

دوسرے روز کا پہلا اجلاس مکرم مولوی مبارک احمد صاحب ساقی کی صدارت میں نو بجے صبح تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ مکرم [illegible] صاحب [illegible] نے ایک [illegible] آپ نے پانچ ارکان [illegible] کی [illegible] اور [illegible] احمدی [illegible]

معدسری تقریر الحاج چیف قاسم کمانڈا صاحب نے کی۔ آپ نے بتایا کہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس دفعہ مکرم الحاج مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری اور الحاج علی رو جو کے ساتھ زیارت خانہ کعبہ سے مشرف ہوا ہوں۔ مکہ مکرمہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری سے جو دہرہ سے حج بیت اللہ کے لئے آئے ہوئے تھے ملاقات ہوئی۔ ان سے مل کر ایک خاص فرحت حاصل ہوئی۔ اور ایمانی تقویت کا موجب ہوئی۔ آپ نے بتایا کہ ایک بات جو وہاں میں نے دیکھی ہے۔ یہ کہ پاکستان سے بہت کثرت سے احمدی حج کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اور ایسے ہی بیشمار دوسرے مسلمان تھے۔ جو کہ سب کے سب نمازیں پڑھتے اور ارکان اسلام بجا لاتے۔

تیسری تقریر مسٹر موسیٰ متوا لوکل مبلغ نے انگریزی میں کی۔ اور بتایا کہ ہم سب کو متحد اور منظم ہو کر زیادہ سے زیادہ قربانیاں اسلام اور احمدیت کے لئے کرنی چاہئیں۔

دوسرا اجلاس

تین بجے بعد دوپہر مکرم مولوی محمد افضل صاحب قریشی کی صدارت میں دوسرے روز کا دوسرا اجلاس تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ پہلے نمبر پر مکرم الحاج مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری امیر سیرالیون مغربی افریقہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے مسیحیت و مہدویت کی صداقت پر کی۔ آپ نے آیت کریمہ ومن اظلم ممن افترىٰ على الله الكذب وهو يدعى الى الاسلام سے استدلال کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضرت صلعم ...... نے جبکہ تو اسلام لائے نہیں اور آپ اسلام کی طرف بلاتے تھے۔ پس اس آیت کے مصداق مسیح موعود و مہدی مسعود ہی ہیں۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے فاضل مقرر نے ان علامات کا بالتفصیل ذکر کیا جو ظہور مہدی کے لئے ۱۰۰ قبل کتب مقدسہ اور بزرگان سلف کے رویا و کشوف میں مذکور ہیں۔

دوسرے نمبر پر خاکسار نے فریضۂ تبلیغ کی اہمیت پر تقریر کی۔ اور اسوۂ حسنہ کی وضاحت سے احباب جماعت کو اس فریضہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔

تیسرے نمبر پر مکرم مولوی محمد صدیق صاحب فاضل نے تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں سودی لین دین کے بارہ میں اسلامی ممانعت اور اس کے مقابل پر تجارت کے فوائد پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ احباب کو چاہئے تجارت کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔

جلسہ کا دن ۲۴ دسمبر

تیسرے روز کا پہلا اور دوسرا اجلاس الحاج مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری کی صدارت ہی میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم مولوی مبارک احمد صاحب ساقی نے تحریک جدید کی اہمیت پر مدلل تقریر کی۔ آپ نے تحریک جدید کے آغاز اور اس کے ذریعہ بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کے ٹھوس کام اور بہتر نتائج کا ذکر کیا۔ آپ نے بتایا کہ تحریک جدید ہی کے ماتحت جماعت احمدیہ کا یہ بھی پروگرام ہے کہ یورپین ممالک میں زیادہ سے زیادہ مساجد تعمیر کی جائیں۔ آپ نے بتایا کہ یورپ میں مسجد کا بنانا سہل نہیں۔ مگر ان ممالک میں مساجد کا ہونا ایک عجیب کشش کا باعث ہے۔

آپ نے حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت امیر المومنین نے ویسٹ افریقن مشن کو ایک نیا مشن کھولنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ پس اس کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے احباب سے مالی تعاون کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس تحریک کے نتیجہ میں احباب جماعت نے ۷۰ پونڈ نقد چندہ پیش کیا اور ۲۰ پونڈ کے وعدے لکھوائے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

دوسرا اجلاس

تلاوت قرآن کریم کے بعد آنریبل چیف ناصر الدین کمانڈا نے مینڈے زبان میں تقریر کی۔ آپ نے ان تمام افراد جماعت کو ہدیہ تبریک پیش کیا جنہیں اس سال حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ پھر احباب کو توجہ دلائی کہ ہمیں مردم اسلام کی ترقی کے لئے بڑھ چڑھ کر کوشش کرنی اور زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرنی چاہئیں۔ تاکہ ہم جگہ جگہ سکول بلکہ کالج بھی کھول سکیں۔ اور تبلیغی اور تعلیمی کام کو وسیع سے وسیع تر کر سکیں اسی طرح ہسپتال بھی کھولے جائیں۔

جناب چیف صاحب نے احمدی مستورات کے خاص اجلاس میں بھی تقریر کی۔ اور احمدی مستورات کو ان کی تنظیم اور ترقی پر مبارکباد دی۔ اور تبلیغی امور کی طرف توجہ دلائی۔ عورتوں کے بارہ میں اسلامی تعلیم کا خلاصہ پیش کر کے اس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔

آخر میں مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری نے احباب جماعت کو خصوصیت سے مندرجہ ذیل امور کی طرف توجہ دلائی۔ اور حسب توفیق ان میں عملی حصہ لینے کی تحریک کی:-

(۱) آپ نے احباب جماعت کو اس بات کی تحریک کی کہ وہ اپنے آپ کو لوکل مبلغ کے طور پر پیش کریں تاکہ لوکل مبلغین کی قلت کے باعث جن علاقوں میں تبلیغ کی ضرورت محسوس ہونے کے باوجود آدمی نہیں بھجوائے جا سکتے وہاں آدمی بھجوائے جا سکیں۔ چنانچہ آپ کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے مسٹر فاسنے سنوا اور الفا یعلم فوڈے صاحب نے اپنے اپنے نام پیش کئے۔ کہ وہ جنوری ۵۹ء سے باقاعدہ لوکل مبلغ کے طور پر کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔

(۲) احباب جماعت سال میں ایک ایک ماہ تبلیغ کے لئے وقف کریں چنانچہ بہت سے دوستوں نے اپنے نام اس سلسلہ میں پیش کئے۔

(۳) آئندہ سالانہ جلسہ جنوری میں ہوا کرے تا بارش وغیرہ کا خطرہ نہ رہے۔ اور احباب جماعت فصلوں کی کٹائی سے فارغ ہو کر زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کر سکیں۔

(۴) اخبار افریقن کریسنٹ کی زیادہ سے زیادہ خریدار بنائے جائیں اور ہر احمدی کم سے کم چھ کاپیاں خرید کر دوسروں میں تقسیم کرے

(۵) اس سال مندرجہ ذیل جماعتوں میں آٹھ نئی مساجد بنانے کا پروگرام بنایا گیا:-

بلاما۔ جے پو۔ باو ڈے۔ ٹانوکو۔ ٹوہون۔ ٹومبو ما۔ ببماڈس۔ مانو تیا ماہ۔ بونگو۔ ٹونگیا۔

(ان میں مدینہ زان میں چار مساجد کے لیے تمام سامان مکمل تیار ہے)

بیعت

جلسہ کے مبارک ایام میں ۲۶ افراد نے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کی۔ خدا تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے اور اسلام اور احمدیت کا سچا خادم بنائے۔ آمین۔

باقی احباب جماعت سے جملہ مبلغین کرام اور احباب جماعت مغربی افریقہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

لجنہ اماء اللہ قادیان کی طرف سے جلسہ یوم مصلح موعود

بعض وجوہات کی بنا پر قادیان میں جلسہ مصلح موعود بجائے ۲۰ فروری کے ۲۲ فروری کو منعقد ہوا۔ لجنہ اماء اللہ کے زیر اہتمام جلسہ کی کارروائی ٹھیک اڑھائی بجے زیر صدارت محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ حکیم خلیل احمد صاحب شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم محترمہ عابدہ سلطانہ صاحبہ نے کی۔ اس کے بعد محترمہ امۃ الرشید صاحبہ اہلیہ ماسٹری محمد دین صاحب نے درثمین میں سے محمود کی آمین پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں محترمہ خورشید بیگم صاحبہ سیکرٹری مال مرکزیہ نے پیشگوئی مصلح موعود اور اس کا پس منظر پر تقریر کی۔ محترمہ نے اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف پیشگوئیوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو وعدہ دیا تھا وہ اپنے وقت پر پورا ہوا۔ اور اس مسیحی نفس نے بہتوں کو بیماریوں سے پاک کیا نیک لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت قائم کر دی جو آج دنیا کے کناروں تک تبلیغی کام کر رہی ہے۔

اسکے بعد خاکسارہ نے "پیشگوئی مصلح موعود کا حقیقی مصداق" کے عنوان پر تقریر کی۔ اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک عظیم الشان لڑکے کے پیدا ہونے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ نہ صرف آپ نے ہی اس لڑکے کی پیدائش کی خبر دی۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور بزرگان سلف کی بھی بہت سی بشارتیں اس ضمن میں پہلے سے موجود تھیں۔ عاجزہ نے مختلف دلائل متعدد حوالوں اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اپنے اعلان سے ثابت کیا کہ جماعت احمدیہ کے موجودہ امام مصلح موعود والی پیشگوئی کے حقیقی مصداق ہیں۔ بعدۂ عزیزہ فیروزہ بیگم نے نظم پڑھی۔ نظم کے بعد محترمہ اہلیہ صاحبہ حکیم خلیل احمد صاحب نے تقریر کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس زمانہ میں روحانیت کی تخم ریزی ہوئی۔ مگر اس پودے کو پروان چڑھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مصلح موعود جیسا اسلام کا ہمدرد فرزند بخشا۔ جنکی کوششوں سے خدا تعالیٰ کے فضل سے آج چاروں طرف احمدیت کا بول بالا ہے۔ اور مصلح موعود کی شان میں ترانے گائے جاتے ہیں۔ ان کے بعد محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ سیکرٹری خدمت خلق نے مضمون پڑھ کر سنایا کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ محترمہ نے بتایا کہ دیکھو ابتداء میں جماعت کس قدر قلیل تھی۔ مگر خدا کے فضل سے مصلح موعود کے ذریعے اسلام و احمدیت کو کس قدر ترقی حاصل ہوئی کہ آج احمدیت کا نام زمین کے کناروں تک پہنچ رہا ہے۔ بعدۂ محترمہ عطیہ بیگم صاحبہ نے نظم پڑھی۔ پھر عابدہ سلطانہ صاحبہ نے "مصلح موعود کے کارنامے" پر عمدہ تقریر کی اور حضور کے بیشتر زریں کارناموں کو تفصیل سے بیان کیا۔ ان بعد محترمہ عطیہ بیگم صاحبہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان نے بھی ایک مضمون پڑھ کر سنایا۔ ان کے بعد محترمہ شمشاد بیگم صاحبہ نے "دنیا کو چار کرنے والا ہو گا" کے (باقی صفحہ پر)

یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر

مختلف مقامات پر احمدی جماعتوں کے جلسے

(۱)

۱۔ جمشید پور

زیر صدارت سید حسام الدین صاحب مورخہ ۲۰/۲/۵۹ کو جلسہ مصلح موعود منعقد ہوا۔ مولوی محمد سلیمان صاحب صوبائی امیر۔ عبد المجید صاحب مقامی امیر۔ سید حمید الدین صاحب اور ملک صلاح الدین صاحب نے تقاریر فرمائیں۔ احباب نے سب تقاریر دلچسپی سے سنیں اور اچھا اثر لیا۔ جلسہ ۹ بجے شب کو بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

۲۔ کیرنگ

مورخہ ۲۰/۲/۵۹ کو جماعت احمدیہ کیرنگ (اڑیسہ) نے یوم مصلح موعود منایا۔ جس کا اعلان بذریعہ منادی پہلے کیا جا چکا تھا۔ اور جلسہ زیر صدارت مکرم مولوی محمد محسن صاحب بعد نماز مغرب منعقد کیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد جناب یٰسین خان صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی جاری کردہ تحریک جدید کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچانے پر تقریر فرمائی بعدہٗ انیس الرحمن صاحب نے تقریر فرمائی اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی قبولیت دعا پر روشنی ڈالی۔ اور چند مثالیں بھی پیش کیں۔ اس کے بعد شیخ مکرم علی صاحب نے مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی اور اس کے پورا ہونے کے بارہ میں حالات بیان کئے۔ اس کے بعد جناب ضیاء الدین صاحب نے اپنی تقریر میں اس امر کی وضاحت کی۔ کہ اس زمانہ میں کسی اور اسلامی جماعت کو خدمت اسلام کی توفیق نہیں ملی۔ جیسی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر قیادت جماعت احمدیہ بجا لا رہی ہے۔ اس کے بعد مولوی شیخ طاہر الدین صاحب نے پیشگوئی "وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا" پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ کہ جو لوگ روحانی قیود میں مقید تھے (خاص کر اس فرقہ کے متعلق) کہ کس طرح وہ لوگ اسلام میں داخل ہو کر ہر قسم کے رسم و رواج کے قیود سے نجات پا گئے۔ آپ نے پیشگوئی کا حصہ "علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا" کی وضاحت کرتے ہوئے اس کے ثبوت میں تفاسیر کبیر و صغیر کے حوالے دیکھ کر بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح آپ کو علوم ظاہری و باطنی عطا فرمائے ہیں۔

اس کے بعد محترم صدر صاحب نے اپنی تقریر میں پیشگوئی مصلح موعود سنا کر تفصیل کے ساتھ بتایا کہ حضرت امیر المومنین کے ذریعہ کس طرح دنیا میں آج تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام پا رہا ہے اور کتنے ملکوں میں جماعت احمدیہ کے مبلغین اور مراکز قائم ہو کر اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بلند ہو رہا ہے۔ تحریک جدید اور وقف جدید کے ذریعہ اسلام کی جو خدمت کی جا رہی ہے۔ آج تک کسی اسلامی جماعت یا بادشاہت نے بھی نہیں کی۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے احباب جماعت کو ان تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک کی۔ اس کے بعد حضور کی صحت کاملہ اور درازی عمر کے لئے اور اسلام کی ترقی کے لئے دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

۳۔ سندر گڑھ

جماعت احمدیہ سندر گڑھ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰/۲/۵۹ کو بر مکان صدر صاحب جلسہ مصلح موعود منعقد ہوا۔ جس میں علاوہ مردوں کے جماعت کی عورتوں اور بچوں نے بھی شرکت کی۔ مکرم ناظم حسین صاحب نے اخبار بدر سے مضمون متعلق مصلح موعود کی وضاحت کی۔ اور ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی پڑھ کر سنائی۔ اور اس کی تشریح کی کہ اس کے مصداق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ تقریباً ۹½ بجے بعد دعا جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

۴۔ چک امبر تحصیل (کشمیر)

حسب سابق ۲۰/۲/۵۹ کو زیر صدارت منشی نصیر الدین صاحب جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم راجہ غلام محمد صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود کی غرض و غایت بیان فرمائی۔ اور اصل عبارت پڑھ کر سنائی بعد اس کے منشی رحمت اللہ صاحب نے علامات مصلح موعود پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں منشی نصیر الدین صاحب نے بیرونی احمدیہ مشنوں کا اجمالاً ذکر کر کے بتلایا کہ کس طرح حضور کے ذریعہ اسلام کو ترقی حاصل ہو رہی ہے۔ بالآخر حضور کی صحت کاملہ اور درازی عمر کے لئے لمبی دعا کے بعد جلسہ ۵ بجے بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

۵۔ موسی بنی مائنز

مورخہ ۲۰/۲/۵۹ کو چونکہ اکثر احباب کو چھٹی نہیں مل سکی۔ اس لئے ۲۲/۲/۵۹ کو بعد نماز مغرب زیر صدارت محترم مولوی سید محمد موسیٰ صاحب جلسہ مصلح موعود منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم عطاء الرحمن صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ مصلح موعود کی پیشگوئی اور آپ کے کارنامے بیان کئے۔ دوسری تقریر مکرم شیخ ابراہیم صاحب صدر جماعت احمدیہ نے مصلح موعود کی شان و عظمت پر کرتے ہوئے آپ کی بلند ہمت اور اولو العزمی کا تذکرہ کیا کہ کس طرح حضور نے احمدیت کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کس طرح حرف بحرف حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ پر صادق آتی ہے۔ اور ہر لحاظ سے آپ ہی اس کے مصداق ٹھہرتے ہیں۔ نیز بتایا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پیشگوئی فرمائی کہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے اولاد ہوگی۔ درحقیقت یہ اشارہ مصلح موعود کی طرف ہے جس کو مختلف بزرگوں اور اولیاء اُمت نے بھی وقتاً فوقتاً اپنے اپنے رنگ میں بیان کیا۔ مولوی صاحب نے پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر تبصرہ کرتے ہوئے ثابت کیا کہ موعود بیٹا جماعت احمدیہ کے موجودہ امام ہی ہیں جو مصلح موعود۔ پسر موعود اور خلیفہ موعود ہیں۔ اس کے بعد جلسہ دعا پر بخیر و خوبی ختم ہوا۔

۶۔ سسکرا (یو۔پی)

مورخہ ۲۰ رفروری بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء پروگرام کے مطابق مسجد احمدیہ سسکرا میں یوم مصلح موعود کے جلسہ کی تقریب عمل میں آئی۔

قرآن مجید کی تلاوت اور جلسہ کی غرض و غایت بیان ہو چکنے کے بعد مکرم اسرار محمد صاحب نے سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ الودود کی پیدائش سے لے کر تا حال کے تابناک واقعات پر مفصل مضمون پڑھ کر سنایا۔ ضمناً آپ نے ان فتنوں کا بھی ذکر کیا۔ جو اس لمبے زمانہ میں وقتاً فوقتاً سر نکالتے رہے۔ اور بتایا کہ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے کس طرح موعود مصلح کی غیبی نصرت و تائید فرمائی۔ اور ہمارا اولوالعزم امام کتنی کامرانی سے سرعت کے ساتھ ترقی کے منازل طے کرتا چلا جا رہا ہے۔

آپ کے بعد مکرم ماسٹر سلطان احمد خاں صاحب نے اخبار بدر سے ایک مضمون بعنوان "ہمارا امام ہم سے کیا چاہتا ہے"۔ پڑھ کر سنایا جس میں مالی اور جانی قربانیوں کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ . . . . بعد ازاں خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کی وضاحت کی اور پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں کو سامعین کے سامنے رکھا۔ تقریباً پون گھنٹہ خاکسار نے تقریر کی۔

بعد ازاں خشوع و خضوع کے ساتھ سیدنا حضرت اقدس کی درازی عمر کے لئے اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ کا پروگرام گیارہ بجے شب بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار منظور احمد

مبلغ سلسلہ مقیم سسکرا (یو۔پی)

۷۔ پینگال (اڑیسہ)

جماعت احمدیہ پینگال (اڑیسہ) نے ۲۰ رفروری کو جلسہ یوم مصلح موعود پورے اہتمام سے منایا۔ صدارت کے فرائض مکرم مولوی محمد فرقان علی صاحب صدر جماعت پینگال نے ادا کئے۔

تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی کے بعد مبلغ علاقہ مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب کٹکی نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ پہلے نمبر پر مکرم منشی مقبول خاں صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود پر ایک مختصر سی تقریر کی۔

دوسرے نمبر پر خاکسار نے مصلح موعود کے ذریعہ جماعت کی روحانی ترقی اور تبلیغ اسلام کے عنوان پر نصف گھنٹہ تقریر کی۔

تیسرے نمبر پر مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب کٹکی نے ایک مفصل تقریر میں پیشگوئی مصلح موعود، مصلح موعود کے ذریعہ جماعت کی تربیت اور اکناف عالم میں تبلیغ اسلام۔ نیز تفسیر القرآن کی اشاعت وغیرہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ آپ کی تقریر کے بعد صاحب صدر نے صدارتی تقریر میں جماعت کے احباب کو حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ کے جملہ احکام پر عمل کرنے اور خدمت دین کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانیاں پیش کرنے کی تلقین کی۔ نیز حضور کی صحت اور درازی عمر کے لئے دعا کی تحریک کی۔ دعا کے بعد مکرم مقبول خاں صاحب کی طرف سے حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ جلسہ میں مردوں کے علاوہ کافی مستورات نے بھی شرکت کی۔

خاکسار محمد خاں احمدی

سیکرٹری تبلیغ جماعت پینگال

اعلان شادی

محترمہ بشیرہ بیگم صاحبہ ہمشیرہ برادرم غلام قادر صاحب گجراتی درویش کی شادی مکرم قدرت اللہ صاحب ابن اللہ دتا صاحب ساکنہ نارہ وال ضلع سیالکوٹ سے ہوئی ہے۔ مکرم غلام قادر صاحب نے اس خوشی میں مبلغ ..... روپے

ہفتہ تحریک وصیت

۲۵ر تا ۳۱ر مارچ ۱۹۵۹ء

نظام وصیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائم کردہ ہے اور اس نظام کو حضور نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت قائم اور جاری فرمایا ہے۔ اس میں شامل ہونے والوں کے لئے علاوہ تقویٰ و طہارت اور عملی و اعتقادی پاکیزگی کے یہ ضروری شرط ہے کہ وہ اپنی جائداد اور اپنی ماہوار یا سالانہ آمد کے جس پر ان کا گزارہ ہو، دسویں حصہ سے لے کر تیسرے حصے تک کی وصیت "ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور دیگر مصارف" مذکورہ کے لئے کریں۔ چنانچہ فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں۔ تا آئندہ نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے۔ ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں۔" (الوصیت)

پھر فرمایا:۔

"اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں۔ اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔" (الوصیت)

اور پھر فرمایا:۔

"اگر کوئی صاحب دسواں حصہ جائداد کی وصیت کریں۔ اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میت کا لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے۔ اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے اور اس پر یہ واقعات لکھے جائیں۔" (ضمیمہ الوصیت)

غرض یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور احسان ہے جو اس نے اپنے بندوں پر نازل فرمایا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حلقہ بیعت میں شامل ہیں اور حضور کے تمام دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں۔ اس وقت اکناف عالم میں حضور کے متبعین لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ مگر وصیت کرنے والے پندرہ ہزار سے کچھ ہی زیادہ ہیں۔ یہ بات ہر ایک احمدی مرد اور عورت کے لئے غور اور فکر کرنے والی ہے۔

جس نے ابھی وصیت نہیں کی ...... مگر اپنے گزارے کے لئے کچھ نہ کچھ ماہوار یا سالانہ کی صورت یا کچھ نہ کچھ جائداد رکھتا ہے وہ کیوں اس وقت تک نظام وصیت سے باہر ہے۔ اور کیوں اس نے وصیت نہیں کی۔ لاکھوں کی جماعت میں پندرہ ہزار کے قریب موصیوں کا ہونا اسی بات کی علامت ہے کہ شاید جماعت کے افراد اور اراکین اور امراء اور صدر صاحبان نے مسئلہ وصیت کی اہمیت کو پورے طور پر جماعت کے سامنے نہیں رکھا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ پر یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر دیوانہ وار لبیک کہنے میں تذبذب اور تامل اختیار کرے۔ اسی خیال کے ماتحت مجلس مشاورت ...... میں موصیوں کی تعداد میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرنے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ

۱۔ سال میں ایک ہفتہ تحریک وصیت منایا جائے۔
۲۔ امراء اور صدر صاحبان مقامی طور پر وصایا کی بابت پُر زور تحریک کریں
۳۔ جلسہ سالانہ پر بذریعہ وفد وصیت کی تحریک کی جائے۔

اس فیصلہ کے مطابق امسال ۲۵ر تا ۳۱ر مارچ ہفتہ تحریک وصیت منایا جا رہا ہے۔ اور اس سال بھی تحریک کے لئے مارچ کا چوتھا ہفتہ

۲۵ر تا ۳۱ر مارچ

مقرر کیا جاتا ہے۔ اس ہفتہ میں ہر موصی اور عہدیدار مقامی جماعتہائے احمدیہ کو چاہیئے کہ وہ وصیت کی غرض و غایت اور برکات و فوائد اپنے غیر موصی احباب اور رشتہ داروں کے ذہن نشین کرائیں انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء مبارک کے مطابق وصیت کرنے کی پُر زور تحریک کریں۔ اس سلسلہ میں جماعت کے امراء اور پریذیڈنٹ صاحبان اور لجنات اماء اللہ کی صدر صاحبات سے مجلس کارپرداز یہ درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رسالہ الوصیت اور اس کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی "تقریر نظام نو" کے روزانہ درس کا انتظام اس طریق پر فرماویں کہ دونوں کتابوں کے مضامین سے ہر موصی اور غیر موصی یکساں طور پر مارچ کا آخری ہفتہ ختم ہونے سے قبل واقف و آگاہ ہو جائیں تاکہ اس ہفتہ میں عملی جدوجہد ہو سکے۔ عملی جدوجہد میں مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھا جائے۔

اول۔ غیر موصی احباب و مستورات کو وصیت کرنے کی تحریک کی جائے خواہ وہ ملازم پیشہ ہوں یا تاجر پیشہ یا زمیندار ہوں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس تحریک کا اصل مقصد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن اور امداد بیوگان و یتامیٰ ہے۔ نہ کہ محض اموال کا جمع کرنا۔ لیکن ہم اپنے ان فرائض سے کما حقہٗ عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ متمول اور صاحب جائداد احباب نظام وصیت میں شرکت کے ساتھ شامل نہ ہوں۔ پس ضروری ہے کہ ان فرائض کو بجا لانے کے لئے نہ صرف متوسط الحال احباب کو ہی بلکہ خوشحال اور حیثیت والے احباب کو بھی اس مبارک تحریک میں شامل ہونے کے لئے زور سے ترغیب و تحریص دلائی جائے۔

دوم۔ حصہ آمد اور حصہ جائداد کے نئے اور پرانے موصیوں کو یہ تحریک کی جائے کہ وہ اپنی وصیتوں کے معیار میں اضافہ کریں یعنی حسب توفیق ۱/۱۰ کی بجائے ۱/۹ کی اور ۱/۹ کی بجائے ۱/۸ کی وصیت کریں۔ وعلیٰ ہذا القیاس ۱/۳ تک۔

سوم۔ جن احباب کی وصایا بوجہ بقایا دار ہونے کے کسی وقت منسوخ ہو چکی ہیں۔ ان کو سمجھایا جائے کہ وہ پہلے بقایا جات ادا کر کے اپنی وصایا کو بحال کرانے کی کوشش کریں۔

چہارم۔ اگرچہ قاعدہ یہی ہے کہ منقولہ جائداد کی وصیت کا حصہ بھی موصی کی وفات کے بعد اس کے ورثاء ادا کریں۔ لیکن ترغیب دلائی جائے کہ منقولہ جائداد (مثلاً مستورات کے زیور اور مہر نقد روپیہ) کا حصہ وصیت اپنی زندگی میں ادا کریں۔

پنجم۔ حصہ آمد کے موصی احباب پر سلسلہ کی روز افزوں ضروریات کے پیش نظر زور دیا جائے۔ کہ وہ آمد کا ماہوار حصہ شرح صدر اور باقاعدگی کے ساتھ ادا کر کے اپنے مقررہ بجٹوں کو پورا کریں۔ اور اس کے ساتھ ہی اگر ان کے ذمہ سال ہائے گزشتہ کا کچھ بقایا ہو تو اسے جلد ادا کرنے کی فکر کریں۔ خواہ وہ مالی سال کے اختتام سے قبل یکمشت ادا کریں اور خواہ ناموافق حالات کی صورت میں مجلس کارپرداز سے منظوری لے کر مناسب اور معقول اقساط کے ساتھ اپنا حساب صاف کریں۔

جماعتوں کے امراء اور پریذیڈنٹ صاحبان اور لجنات اماء اللہ کی صدر صاحبات سے یہ بھی گزارش ہے کہ اس تحریک کے سلسلہ میں ان کی مساعی کے جو بھی نتائج برآمد ہوں ان کی اطلاع ۳۱ر مارچ کے معاً بعد بہت جلد دفتر وصیت کو دے کر ممنون فرماویں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان

اخبار احمدیہ (بقیہ صفحہ ۱) صحت و عافیت اور تندرستی و توانائی کے ساتھ حضور کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے آمین اللّٰھم آمین۔

قادیان یکم مارچ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی کار کو حادثہ کی اطلاع بذریعہ اخبار الفضل یہاں موصول ہوئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے لئے مقامی طور پر صدقہ دینے اور خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا گیا۔

قادیان ۳ر مارچ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال پاکستان میں تشریف فرما ہیں چند روز ہی میں واپس تشریف لانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو خیریت سے واپس لائے اور سفر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

بذریعہ اخبار الفضل معلوم ہوا ہے کہ حضور سلامت کراچی تشریف لے گئے ہیں آئندہ حضور کی ڈاک کا پتہ یہ ہوگا "شیخ رحمت اللہ صاحب دی ایسٹرن سروسز لمیٹڈ نمبر ۱۴۰ بندر روڈ کراچی"۔

نئے انتخابات اور سیکرٹری وقف جدید

جماعتہائے احمدیہ ہند کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ نئے عہدیداران کے انتخاب کے وقت سیکرٹری وقف جدید کا انتخاب ضرور عمل میں لائیں۔ جزاکم اللہ۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر

اور

اس کی تاریخی حیثیت

(از مکرم شیخ عبد القادر صاحب لائلپوری)

کشمیر کے ہندو اور مسلمان مؤرخین اور یورپین سیاح یوز آسف کی قبر کے علاوہ اس خطۂ ارض میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوہ اپنی قبر کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ ان بیانات کی وجہ سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کشمیر میں آئے اور یہیں وفات پائی اور دفن ہوئے۔ بعض مسلمان علماء نے قبر موسیٰ کی موجودگی سے فائدہ اٹھا کر قبر خانیار کے متعلق یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر نہیں ہو سکتی۔ بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ جو کہ کشمیر میں آئے اور یہاں دفن ہوئے قاضی ظہور الحسن صاحب ناظم سیوہاروی نے اپنی کتاب "نگارستان کشمیر" میں اس بحث کی ابتداء کی ہے۔ ان کے خیال میں قبر خانیار دراصل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آسمان پر بیٹھے ہیں ان کی قبر کیسے ہو سکتی ہے؟

احمدیت کی مخالفت میں قاضی ظہور الحسن صاحب یہ بھی بھول گئے کہ کشمیر میں قبر یوز آسف اور مزعومہ قبر موسیٰ الگ الگ مقامات پر واقع ہیں۔ پہلی قبر سرینگر محلہ خانیار میں ہے۔ دوسری قبر تحصیل ہنڈواڑا کے علاقہ بانڈی پورہ میں بیبو بالی یعنی کوہ بیبو ریشنگ بی بی کے مزار کے پاس (ملاحظہ ہو تاریخ اعظمی ص۱۲۷) کشمیر کے قدیم مؤرخین متفقہ طور پر مؤخر الذکر قبر کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قرار دیتے ہیں اور قبر خانیار کو یوز آسف کی قبر۔ وجیز التواریخ کے ص۲۷ اور ص۲۵ پر ان دونوں قبروں کا الگ الگ ذکر موجود ہے۔ کشمیر کی قدیم روایت بھی یہی شہادت دیتی ہے۔ قاضی صاحب کی تحقیق احمدیت کی مخالفت کی بنیاد پر ہے۔ کسی تاریخی بنیاد پر نہیں ہے۔

تورات میں واضح طور پر ذکر ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام (بحیرہ مردار کے شمال مشرق میں) موآب کی سرزمین میں فوت ہوئے۔ وادی بیت فغور میں وہ دفن ہوئے لیکن ان کی قبر کو کوئی نہیں جانتا کہ کہاں ہے (استثناء ۳۴/۵ تا ۶)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انیس سو سال بعد جبکہ یہود میں اس عقیدہ کے لوگ پیدا ہو گئے کہ "حضرت موسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ حنوک نبی کی طرح آسمان پر اٹھا لئے گئے"۔ (کن سائز تفسیر بائبل ص۳۹) مثیل موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ ان کی قبر ارض مقدس کے قرب و جوار میں موجود ہے۔ آپؐ نے کشفی نظر میں وہ قبر بھی دیکھ لی۔ اور فرمایا کہ وہ سرخ ٹیلے کے قریب راستے کے پہلو میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے دعا کی:-

"اے میرے رب مجھے ارض مقدسہ سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلہ پر قریب کر دے۔ رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ خدا کی قسم اگر میں وہاں ہوتا تو میں ضرور ان کی قبر دکھا دیتا۔ وہ قبر سرخ ٹیلے کے قریب راستے کے پہلو میں ہے"۔ (مشکوٰۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ص۵۰۸)

اس فیصلہ رسولؐ کے بعد کوئی گنجائش رہ جاتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کو کشمیر میں تلاش کیا جائے۔ یا محلہ خانیار کی قبر کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر ثابت کیا جائے۔

یہ عجیب مماثلت ہے کہ جس طرح اور جن حالات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انیس سو سال بعد مثیل موسیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان کیا۔ اور ان کی قبر کا نشان بتایا۔ انہی حالات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انیس سو سال بعد مثیل عیسیٰ حضرت احمد قادیانی علیہ السلام نے وفات مسیح کا اعلان کیا اور قبر عیسیٰ کا انکشاف فرمایا۔ اب یہ بتایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کن حالات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان کیا۔ باوجود تورات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا واضح درج ہونے کے یہود میں بہت اختلاف تھا۔ بعض لوگ کہتے کہ آپ فوت ہو گئے۔ اور یہ عقیدہ بھی عام تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ جیوش انسائیکلوپیڈیا میں زیر لفظ "موسیٰ" عقیدہ رفع موسیٰ کی دلچسپ تاریخ درج ہے۔ اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ پہلی صدی عیسوی میں جوزیفس یہودی مؤرخ لکھتا ہے کہ:-

"حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ نبوّ پر چڑھے۔ تو آناً فاناً آپ پر ایک بادل نمودار ہوا۔ اور وہ اس میں غائب ہو گئے۔ لیکن تورات میں اپنی غیبوبیت کے بعد حضرت موسےٰ نے اپنی انکساری کی وجہ سے یہ لکھ دیا۔ کہ ان کی وفات قدرتی طریق پر ہوئی ہے۔ تا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ کسی خاص تقدیس اور پارسائی کی وجہ سے خدا تعالے نے ان کو اٹھا لیا ہے"۔

جو یہودی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضرت موسیٰ مطلقاً فوت نہیں ہوئے۔ وہ یہ روایت پیش کرتے کہ موت کا فرشتہ خدا تعالےٰ کے حکم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ان کی روح قبض کرنے کے لئے آیا۔ حضرت موسیٰؑ نے اسے ایک مُکّا مارا اور کہا کہ تم تو اس لائق بھی نہیں کہ جہاں میں بیٹھا ہوں وہاں آ کر پر بھی مار سکو۔ تمہیں کیا حق ہے کہ تم میری روح مجھ سے مانگو؟ وہ فرشتہ اللہ تعالےٰ کے پاس جاتا ہے اور یہ جواب عرض کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اس کو دوبارہ آپؑ کی روح قبض کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ آیا تو موسےٰؑ غائب تھے۔ فرشتہ بہت پریشان ہوا۔ اس نے اس جگہ سے دریافت کیا جہاں پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ جواب ندارد۔ سمندر سے پوچھا۔ جواب ملا کہ مصر سے واپسی کے بعد ان کا گذر ہوا تھا۔ اس کے بعد میں کیا جانوں کہ آپ کہاں ہیں۔ اب فرشتہ پہاڑوں اور وادیوں کے پاس آیا۔ ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھپا لیا ہے۔ اور آپ کو حیات اخروی کے لئے رکھا گیا ہے۔ کوئی مخلوق یہ نہیں جانتی۔ کہ آپ کہاں ہیں"۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا ہمعصر یہودی فلاسفر فائلو کہتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ فانی انسانوں کے ہاتھوں دفن نہیں ہوئے بلکہ ماوراء ہستیوں یعنی ملائکۃ اللہ نے ان کو دفن کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے آباؤ اجداد کے مقبرہ میں ان کو جگہ نہیں ملی۔ بلکہ ایک خاص جگہ ان کے لئے تجویز ہوئی۔ جسے کسی انسانی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ فائلو اسی گروہ سے تعلق رکھتا تھا جو یہ سمجھتے تھے کہ حضرت موسےٰؑ کی روح آسمان پر اٹھائی گئی۔

بجسد عنصری آسمان پر جانے کا عقیدہ بھی پھیلتا چلا گیا۔ عام طور پر سمجھا جانے لگا۔ کہ حضرت موسیٰ فوت نہیں ہوئے بلکہ ایلیا کی طرح آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ اس عقیدہ کے ساتھ یہ اعتقاد پیدا ہوا کہ چونکہ موسیٰ آسمان پر اٹھائے گئے اس لئے ان کی روح باقی انسانوں سے لازماً مختلف ہے۔ اب یہ کہا جانے لگا کہ حضرت موسیٰؑ جو موجودات عالم سے پیشتر پیدا کئے گئے تھے۔ پیدائش دنیا سے قبل اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنے میثاق کے لئے بطور واسطہ کے پیدا کیا۔ جس طرح وہ بنی اسرائیل کے لئے اپنی زندگی میں خدا کے حضور شفیع اور وکیل تھے۔ اسی طرح ابد الآباد ہمیشہ کے لئے اسرائیل کے لئے ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے شفیع و وکیل اور خدا کے حضور بطور واسطہ کے ہیں۔

اس قسم کی مبالغہ آمیزیوں سے متاثر ہو کر یہودی ربانیوں کے ایک گروہ میں اس کا ردِّ عمل یہ ہوا کہ انہوں نے اعلان کر دیا کہ آسمان پر کوئی شخص آج تک نہیں گیا۔ نہ ایلیا۔ نہ حنوک نہ موسیٰ۔ یہ بات ہی غلط ہے۔ کہ کوئی انسان بجسد عنصری آسمان پر اٹھایا گیا ہو۔ لیکن تجدد بعث کے باعث اور تورات میں حنوک اور ایلیاء کے رفع سماوی کے بیانات کی وجہ سے یہ غلط نظریہ ایک دفعہ اٹھ چکا تھا وہ پیچھے ہٹنے والا نہیں تھا یہ عقیدہ بدستور موجود رہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں۔ وہ حنوک نبی کی طرح حیات جاوید کے وارث ہیں۔ تا آنکہ مثیل موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ آپؐ نے فیصلہ صادر کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے۔ ان کی قبر آپؐ کو کشفی طور دکھائی گئی۔ آپؐ نے خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہا کہ اگر میں وہاں ہوتا تو تم کو وہ قبر دکھا دیتا۔ وہ ارض مقدس کے قریب سرخ ٹیلے کے پاس راستہ کے پہلو میں ہے۔

"تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے" بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح عیسائیوں میں حیات مسیح کا عقیدہ پیدا ہو گیا۔ جس کی وجہ سے ان کو خدا کا بیٹا بنایا گیا اور پیدائش عالم کا واسطہ سمجھا گیا۔ پال قیبنی نے اپنی کتاب "لائف آف کرائسٹ" میں تسلیم کیا ہے کہ رفع موسیٰؑ کے یہودی عقیدہ سے متاثر ہو کر صعود مسیح کا عقیدہ پیدا ہوا۔ تفاصیل بھی آپس میں ملتی ہیں ص۱۰۴۲۔ باوجودیکہ قرآن مجید کی تیس آیات وفات مسیح کا اعلان کر رہی ہیں مسلمانوں میں بھی یہ عقیدہ پھیل گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ اور بجسد عنصری وہاں زندہ موجود ہیں۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے انیس سو سال کے بعد مثیل عیسےٰ نے اللہ تعالےٰ سے علم پا کر یہ اعلان کیا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اور آپ کی قبر سرینگر کشمیر میں ہے۔ آپ نے چیلنج کیا کہ اس قبر کو کھود کر دیکھ لیا جائے ایسی شہادتیں برآمد ہوں گی جن سے ثابت ہو جائے گا کہ صاحب قبر حضرت مسیح ناصریؑ کے علاوہ اور کوئی نہیں۔

اس قبر کو قاضی ظہور الحسن صاحب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ حالانکہ وہ دوسری جگہ بانڈی پورہ میں بیبو بالی پر موجود ہے۔

کشمیر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کی تاریخی حیثیت کیا ہے؟ اس سلسلہ میں دو احتمال ہیں۔ اوّل یہ کہ کشمیر میں بنی اسرائیل کا آ کر بسنا ایک حقیقتِ ثابتہ ہے یہی وجہ ہے کہ اہلِ کشمیر میں زمانہ قدیم سے موسیٰ نام بڑی کثرت سے ملتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ قبر کسی ایسے بزرگ کی ہو جن کا نام موسیٰ ہو۔ کشمیر کے سابق وزیر اعظم پنڈت رام چند کاک جیسے فاضل انسان کو یہ تسلیم ہے۔ کہ بنی اسرائیل کشمیر میں آباد ہوئے۔ ان کے آثار یہاں ملتے ہیں۔ اپنی تائید میں وہ اورنگ زیب کے عہد کی کتاب "ہسٹری آف دی مغل ایمپائر" کا حوالہ دیتے ہیں جو کہ مغل انڈیا میں عیسائی مشن کے سربراہ Jesuit Catrow نے تصنیف کی۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ اہلِ کشمیر یہودیوں کی نسل ہیں۔ موسیٰ نام ان کے ہاں عام ہے ان کے آثار قدیمہ بھی یہی ظاہر کرتے ہیں۔

(Ancient Monument of Kashmir p. 75)

دوسرا یہ کہ یہ امر بالکل قرین قیاس ہے کہ جیسے بنی اسرائیل مصر سے نکلتے وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں ساتھ لے آئے۔ اور ارضِ کنعان میں آ کر انہیں دفن کر دیا۔ تورات میں لکھا ہے "موسیٰ یوسف کی ہڈیوں کو ساتھ لیتا گیا" (خروج ۱۳/۱۹) اس کے علاوہ ملاحظہ ہو پیدائش ۵۰/۲۵ یشوع ۲۴/۳۲، اعمال ۷/۱۶) اسی طرح فلسطین سے نکلتے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے جو ہڈیاں دستیاب ہوئی ہوں وہ بنی اسرائیل نے نکال لی ہوں۔ اور قبر کو اس غرض سے بے نشان کر دیا گیا ہو کہ آشوری حملہ آور بے حرمتی نہ کر سکیں۔ آشوری حملہ آور قبروں کو اکھاڑ پھینکتے اور قوم کے بزرگوں بادشاہوں، نبیوں، کاہنوں اور سرداروں کی ہڈیوں کو زمین پر بکھیر دیتے۔ اور وہ کھاد بن جاتیں۔ اسی طرح وہ مفتوح قوم کے مورال پر ایک ضرب شدید لگاتے۔

(یرمیاہ ۸/۱-۲)

بائیں صورت اسرائیل کو اپنے پیغمبر سے جو والہانہ محبت تھی اس کا تقاضا تھا کہ وہ قبر موسیٰ کو کسی طور پر بچا لیتے۔

ایک اور قرینہ بھی اس تحقیق کی تائید میں ہے۔ پہلے پہل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر والا علاقہ (اُردن پار) آشوری حملوں کی زد میں آیا۔ اور اسی علاقہ کے اسرائیلی قبائل روبن و جاد وغیرہ سب سے پہلے جلا وطن ہوئے۔ اس لئے یہ انتظام ضروری تھا کہ آشوری درندوں سے قبر موسیٰ کو بچانے کے لئے ان کی بقیہ ہڈیوں کو نکال کر آپ کی قبر کو بے نشان کر دیا جاتا۔ اسرائیل کے اسباطِ عشرہ آشوری حملوں میں کنعان سے جلا وطن کر دیئے گئے اور آشور اور میدیا میں لا کر آباد کئے گئے وہاں سے وہ قدیم ہندوستان کے شمال مغرب میں آباد ہو گئے۔

قدیم اسرائیلی کتاب مکاشفات عزرا میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کے اسباطِ عشرہ دریائے فرات کے پار جلا وطن کر دیئے گئے۔ وہاں سے حالات کے ساز گار ہونے پر ڈیڑھ سال کے سفر کے بعد دور مشرق میں سرزمین ارسارۃ میں پہنچے (کتاب عزرا دوم باب ۸) محققین کے نزدیک ارسارۃ سے مراد وہ علاقہ ہے۔ جس میں موجودہ ضلع ہزارہ اور کشمیر کا ملحقہ علاقہ شامل تھا (راج ترنگنی ترجمہ از ٹھاکر اچھر چند جلد اوّل نوٹ ۱۰۲)

بائیبل میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل جلا وطنی کے بعد دریائے سندھ کے علاقوں میں پھیل چکے تھے (آستر ۸/۹) یسعیاہ کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ارض سینیم میں جلا وطنی کے بعد آباد ہوئے (یسعیاہ ۴۹/۱۲) شوفیلڈ ریفرنس بائیبل میں اس لفظ کے نیچے یہ نوٹ دیا گیا ہے۔

"اس سے دور مشرق کے لوگ مراد ہیں"۔

اس تاریخی پس منظر کی موجودگی میں یہ بالکل ممکن ہے۔ کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہڈیوں کو کشمیر میں لا کر دفن کر دیا ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اصل قبر تو وہی ہے جس میں آپ دفن ہوئے آپ کی وفات کے پانچ سو سال بعد کچھ ہڈیاں جو بنی اسرائیل کو دستیاب ہوئیں عین ممکن ہے کہ وہ جلا وطنی کے وقت انہوں نے نکال لی ہوں۔ اور جس جگہ مستقل طور پر وہ آباد ہوئے وہاں انہوں نے ان کو دفن کر دیا ہو۔ یوں اس قبر کا نام "قبر موسیٰ" رکھا گیا۔ اسی قبر کی وجہ سے کشمیر میں مرورِ زمانہ کے باعث روایات نے شکل یہ اختیار کر لی کہ

"حضرت موسیٰ کشمیر آئے تھے اور لوگ آپ پر ایمان لائے آپ کے بعد بھی وہ ایماندار رہے۔ اور بعض ایماندار نہیں رہے۔ وہ یہیں وفات پا گئے اور دفن بھی یہیں ہوئے۔ باشندگان کشمیر آپ کی قبر کو "پیغمبر اہلِ کتاب کی زیارت" کے نام سے موسوم کرتے ہیں"۔ (تاریخ حشمت کشمیر از عبد القادر بن قاضی القضاۃ واصل علی خان صفحہ مسودہ نمبر ۱۹۲ رائل ایشیاٹک سوسائٹی)

یہ محض احتمال ہی نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہڈیاں کشمیر میں لائی گئیں۔ اور یہاں دفن ہوئیں۔ بلکہ اس کی تائید میں تاریخ و جغرافیہ کی دو شہادتیں بھی موجود ہیں۔

(۱) چوتھی صدی عیسوی میں ایک بہت بڑے عیسائی عالم جان کریسوسٹم (یعنی خوش دہان جان) گزرے ہیں۔ وہ قسطنطنیہ کے بڑے آرک بشپ مقرر ہوئے انہوں نے تقریباً چھ سو وعظ اور نئے عہد نامہ کی کئی تفسیریں لکھیں۔ اسرائیلی اور عیسائی لٹریچر پر ان کو عبور حاصل تھا۔ نامۂ عبرانیوں کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت موسیٰ کی ہڈیاں مشرق کی ایک دور دراز زمین میں دفن ہیں۔ حوالہ کے الفاظ یہ ہیں:-

"But tell me do not the bones of Moses himself lie in a far off land in the East"

لیکن مجھے بتاؤ کیا موسیٰ کی اپنی ہڈیاں مشرق کی ایک دور دراز سرزمین میں دفن نہیں ہیں؟"

(وعظ نمبر ۲۶ تفسیر نامۂ عبرانیوں باب ۲ بحوالہ کتاب جیمز ہان ہیون آرتھر اسکاٹ)

سینٹ جان کریسوسٹم تورات و انجیل کے بہت بڑے عالم تھے اور چرچ کی ایک ذمہ دار شخصیت اور پریسٹ تھے پھر بھی تورات وہ یہ ماننے پر مجبور تھے کہ حضرت موسیٰ موآب کی سرزمین میں دفن ہیں۔ وہ غالباً صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کی ہڈیاں دور مشرق میں دفن ہیں۔ ظاہر ہے کہ سینٹ جان کے سامنے اسرائیلی لٹریچر کا کوئی حوالہ اور روایت تھی۔ جس سے انہوں نے یہ استدلال کیا ہے۔ ان کے طرز خطاب سے معلوم ہوتا ہے کہ چوتھی صدی میں بہت سے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ حضرت موسیٰ کی ہڈیاں مشرق میں دفن ہیں۔

۲- دوسری شہادت یہ ہے۔ کہ تورات میں لکھا ہے کہ نبو پہاڑ کے دامن میں حضرت موسیٰ دفن ہیں۔ کشمیر میں قبر موسیٰ بھی نیبو بال یعنی کوہ نیبو پر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے کشمیر میں جب حضرت موسیٰ کی ہڈیاں سپرد خاک کیں تو انہوں نے اس پہاڑ کا نام بھی وہی رکھا جو سرزمین موآب میں مقام مدفن موسیٰ کے کوہستان کا نام ہے۔ یہ شہادت مزید قرینہ ہے کہ نیبو بال کی قبر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہڈیاں دفن ہیں۔ اگر کوئی اور شخص وہاں دفن ہوتا۔ تو پہاڑ کا نام نیبو رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ محض اتفاق نہیں بلکہ کشمیر میں نیبو بال کا نام ایک تاریخی پس منظر اپنے ساتھ رکھتا ہے۔

ان شہادتوں سے ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اصل قبر تو وہی ہے جو سرزمین موآب میں کوہ نیبو پر واقع تھی۔ اسی قبر کی نشاندہی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔ وہاں یہ امر بالکل قرین قیاس ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کچھ ہڈیاں کشمیر میں لا کر دفن کی گئی ہوں۔ جو بنی اسرائیل کو جلا وطنی کے وقت ان کی اصل قبر سے دستیاب ہوئیں۔

واللہ اعلم بالصواب

میونسپل انتخابات

(بقیہ صفحہ اوّل)

جناب خواجہ صاحب کی تقریر کے بعد سردار گوردیال سنگھ صاحب باجوہ اور سردار پریتم سنگھ صاحب بھاٹیہ جنرل سیکرٹری منڈل کانگرس قادیان کی طرف سے ایڈریس کے جواب میں تقاریر کی گئیں۔ اور اس بات کا اظہار کیا۔ کہ جماعت احمدیہ کے ممبران کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ اپنے شہر اور ملک کے دوسرے حصوں میں امن قائم رہے اور ہندو مسلم سکھ عیسائی سب بھائی بھائی بن کر زندگی گزاریں۔ مکرم جنرل سیکرٹری صاحب منڈل کانگرس نے کانگرس کے ورکروں میں باہمی اختلافات کو ختم کرنے اور ان کو متحد کرنے میں جماعت احمدیہ کی کوششوں کا خاص طور پر ذکر کیا چنانچہ یہ تقریب نہایت کامیابی کے ساتھ سر انجام پائی۔ اس تقریب کے انعقاد سے جہاں کانگرس کے ایلیمنٹوں کے آئندہ پروگرام پر روشنی پڑی اور پبلک کے ساتھ مثبت سکون کے اظہار کا موقعہ ملا۔ وہاں پر جماعت احمدیہ ایسٹ افریقہ کے نمائندہ کے ذریعہ مشرقی افریقہ کے حالات کا بھی علم ہوا اور جماعت احمدیہ کی تنظیم اور وسعت سامنے آئی (نامہ نگار)

جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی کو صدمہ

قادیان ۲۷ فروری آج ربوہ سے یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی کہ جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ کے بڑے بھائی مکرم مولوی مصلح الدین صاحب راجیکی کل ربوہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کے بڑے صاحبزادے تھے اور عربی اردو اور فارسی کے بلند پایہ شاعر اور جید عالم تھے اور نہایت پسندیدہ اخلاق کے مالک اور سادہ زندگی رکھتے تھے۔ حضرت مولانا موصوف کو اپنے جوان عمر صاحبزادے اور نیک موہوب [illegible] صاحبزادے محمد تعالیٰ نازی کی وفات کا صدمہ یقیناً زیادہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے جملہ لواحقین اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین

محمود کی بجائے پسر خامس یا کوئی پوتا مصلح موعود نہیں ہو سکتا

اولاد سے متعلق مبشرات کے بارہ میں بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

(۴)

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان)

(۲) پانچویں لڑکے کے متعلق ایک توجیہہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے صاحبزادہ جناب مرزا سلطان احمد صاحب ایک لمبے عرصہ کے بعد احمدیت میں داخل ہو گئے۔ وہ پہلے آپ کے سخت مخالف تھے اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے متعلق ۲ رمئی ۱۸۹۱ء والے اشتہار میں جس کا عنوان یہ ہے

" اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین"

یہ اعلان فرما دیا تھا کہ

"میرا بیٹا سلطان احمد جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اس کی تائی صاحبہ جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے ...... مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں ...... ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکیدی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا۔ اور بکلی مجھ سے بیزاری ظاہر کی۔ اگر انکی طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ میں آزار دے کر مجھے بہت ستایا۔ اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔ سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اول یہ کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کرنی چاہی اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے۔ اور دین کی ہتک ہو گی اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔ اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ خداوند قدیر و غیور اس دین کا حامی ہے اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو کبھی ضائع نہ کرے گا۔ اگر سارا جہاں مجھے برباد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت کے ہاتھ سے مجھے تھام لے گا کیونکہ میں اس کا ہوں اور وہ میرا۔

دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی اور قولی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک دل و جان سے منظور کی۔ سو چونکہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے۔ سو جبکہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔"

اس اعلان سے جناب مرزا سلطان احمد صاحب کی اس وقت کی حالت ظاہر ہے۔ ان کی اس حالت کے پیش نظر ان کے متعلق کبھی یہ خیال تک نہ کیا جا سکتا تھا کہ وہ اپنی اس معاندانہ روش سے الگ ہو کر آپ کی جماعت میں داخل ہو جائیں گے۔ گویا وہ آپ کی طرف سے مر چکے تھے۔ لیکن پھر ایک لمبا زمانہ گذرنے کے بعد بیعت کے ذریعے انکی پیدائش ہوئی اور وہ حقیقی معنوں میں آپ کے فرزند بن گئے۔ اور اس پانچویں صلبی بیٹے کے نہ ہونے پر اعتراض کرنے والوں کا اعتراض جاتا رہا۔ جب تک وہ احمدیت میں داخل نہ ہوئے تھے وہ آپ کے اہل میں سے نہ تھے۔ لیکن احمدیت میں داخل ہو کر وہ آپ کے اہل میں شامل ہو گئے۔ گویا اس طرح انہوں نے ایک نئے سرے سے جنم لیا۔ اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا ان پر ایمان نہ لایا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا۔ انہ لیس من اھلک کہ وہ تیرے اہل میں سے نہیں اگر وہ حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لے آتا تو وہ ان کے اہل میں سے سمجھا جاتا۔

اسی طرح جب تک جناب مرزا سلطان احمد صاحب آپ پر ایمان نہ لائے تھے آپ کے اہل میں سے نہ تھے۔ ہاں جب وہ ایمان لے آئے تو وہ آپ کے اہل میں داخل ہو گئے اور اس طرح پانچویں کی الگ خبر اس رنگ میں بھی پوری ہو گئی۔

لیکن اگر کوئی شخص پھر بھی مطمئن نہیں ہوتا اور خامس کی خبر سے یہی مراد لیتا ہے کہ ضرور آپ کے گھر میں مزید کوئی صلبی بیٹا پیدا ہونا چاہیئے تھا۔ تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی چابیاں آنحضرت صلعم کے ہاتھوں کی بجائے حضرت عمرؓ کے ہاتھوں میں آنے پر معترض ہے۔

اس جگہ اس امر کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ پسر خامس والا الہام ۱۹۰۳ء کا ہے اور آپ کے پوتے نصیر احمد کی پیدائش ۱۹۰۶ء کی ہے۔ اور جناب ...... مرزا سلطان احمد صاحب نے خلافت ثانیہ میں ۲۵ دسمبر ۱۹۳۰ء کو بیعت کی تھی۔

گویا یوں سمجھنا چاہیئے کہ خامس والی پیشگوئی دو دفعہ پوری ہو چکی ہے۔ ایک تو آپ کے پوتے کے ذریعہ سے اور دوسرے آپ کے بیٹے جناب مرزا سلطان احمد صاحب کی بیعت کے ذریعہ سے۔

اب میں ینزل منزل المبارک والے الہام کو لیتا ہوں۔ مبارک کی وفات ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو ہوئی تھی۔ اور یہ الہام اس کے بعد اکتوبر ۱۹۰۷ء کو ہوا تھا۔ اور جناب مرزا سلطان احمد صاحب نے بیعت ۱۹۳۰ء میں کی تھی۔ اسلئے اس الہام کے پورا ہونے کی ایک صورت تو یہ ہو سکتی ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ پسر خامس والا الہام نصیر احمد کے ذریعہ سے پورا ہو گیا۔ اور ینزل منزل المبارک والا جناب مرزا سلطان احمد صاحب کے ذریعہ سے وہ احمدی ہو کر مبارک کے قائم مقام بن گئے۔ اور اس طرح سے ان کے ذریعہ سے یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ گویا ایک صورت میں وہ پسر خامس والے الہام کو پورا کرنے والے ہیں۔ اور دوسری صورت میں ینزل منزل المبارک والے الہام کو پورا کرنے والے ہیں۔

ان کے ذریعہ سے یہ اعتراض بھی دور ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا تھا کہ خدا تعالیٰ نے چار زندگی پانے والے لڑکوں کا وعدہ دیا تھا۔ مگر وہ مبارک کی وفات کی وجہ سے غلط نکلا۔ پس جناب مرزا سلطان احمد صاحب نے احمدی ہو کر مبارک کی جگہ لے لی وہ عمر پانے والے بھی تھے۔ اور مبارک کی طرح تین کو چار کرنے والے بھی۔

(۲) ینزل منزل المبارک کے پورا ہونے کی ایک دوسری صورت بھی ہے اور وہ یہ کہ آپ کے چوتھے بیٹے مبارک کی جگہ آپ کے اس پوتے نے لے لی جس کا نام مبارک احمد ہے اور جو شوخ و شنگ والے الہام کا بھی مصداق ہے۔

(۳) ینزل منزل المبارک کے پورا ہونے کی ایک تیسری صورت بھی ہو سکتی ہے جو آئندہ پیدا ہو گی۔ یعنی پسر چہارم مبارک کی جگہ وہ پوتا بھی لے سکتا ہے جس کا ذکر یحییٰ کے لفظ میں گذر چکا ہے۔ یہ وہ پوتا ہو گا جو مصلح موعود کے بعد اپنے اندر ایک خاص امتیاز رکھتا ہو گا۔ اور جس طرح مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹوں میں سے ایک خاص بیٹا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے۔ اسی طرح وہ پوتا بھی آپ کے پوتوں میں سے خاص پوتا ہو گا جسے اللہ تعالیٰ چن لے گا۔ چنانچہ طالوت والی پیشگوئی میں بھی اس امر کا ذکر موجود ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ کے بعد اول آپ کا ایک خاص بیٹا اور پھر اس کے بعد آپ کا ایک خاص پوتا آپکا جانشین ہو گا۔ وہ پوتا بھی خاص بیٹے کی طرح آپ کی روحانی بادشاہت کا وارث ہو گا۔ یحییٰ کے لفظ میں اس کے متعلق یہ بتایا گیا ہے کہ وہ بھی مصلح موعود کی طرح عمر پانے والا ہو گا۔ مخالف کا یہ کہنا کہ پوتے ...... چونکہ کئی ہیں اس لئے مذکورہ الہام میں پوتا مراد نہیں ہو سکتا بیٹا ہی ہونا چاہیئے۔ درست نہیں۔ کیونکہ وہ پوتا خاص پوتا ہو گا جسے دوسرے پوتوں پر امتیاز حاصل ہو گا۔

میں قبل ازیں اس امر کا ذکر کر چکا ہوں کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے مذکورہ متعدد الہامات آپ کے کئی پوتوں کے ذریعہ سے پورے ہو چکے ہیں۔ انہا والنفر والے الہام نے ان پوتوں کے متعلق اکٹھی خبر دے رکھی تھی۔ پس ان جملہ الہامات و بشارات کا پورا ہونا آپ کی صداقت کا بین ثبوت ہے۔ یہ پوتے آپ کے بیٹے مصلح موعود یعنی حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اولاد ہیں۔

اب میں ڈاکٹر بشارت احمد کے استدلال کو لیتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ چونکہ پانچواں صلبی بیٹا آپ کے ہاں پیدا نہیں ہوا۔ اس لئے اس سے مراد مصلح موعود ہی ہے۔ جو آئندہ چوتھی صدی میں پیدا ہو گا مگر یہ بات حقیقت

سے کوسوں دور ہے۔ ڈاکٹر صاحب اسبات کو ملحوظ نہیں رکھتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تحریرات سے یہ ثابت ہے کہ مصلح موعود نے آپ کی صلبی اولاد میں سے ہونا تھا۔ نہ کہ ان کے بعد کسی آئندہ زمانہ میں۔ اسی طرح ان تحریرات سے یہ بھی ثابت ہے کہ وہ پیدا ہو چکا ہوا ہے نہ کہ آئندہ پوتوں میں سے ہونے والا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام کی اپنی تحریر کا حوالہ اس بارہ میں پہلے گذر چکا ہے جو یہ ہے:۔

"الہام یہ بتلاتا تھا کہ چار لڑکے
پیدا ہوں گے اور ایک کو ان میں
سے مرد مسیح صفت الہام نے بتلایا
گیا ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل
سے چار لڑکے پیدا ہو گئے ہیں"
(تریاق القلوب صفحہ ۴۱ مطبوعہ ۱۸۹۹ء)

لہذا پانچویں کی خبر مصلح موعود کے متعلق قطعاً نہیں ہو سکتی کہ ہم ظنی باتوں کے پیچھے پڑ کر آپ کو اس کے فیضان سے محروم کر لیں۔ وہ تو آپ کے چار صلبی بیٹوں میں سے ایک ہے جو نو سال کے اندر پیدا ہو چکا ہوا ہے۔ پانچویں کو تو مصلح موعود قرار نہیں دیا گیا تھا۔

پس پانچویں کی بشارت سے بعد کسی اور ہی کی انتظار ہو سکتی تھی۔ نہ کہ مصلح موعود کی پیدائش کی پانچویں بیٹے کی بشارت کا مصداق مصلح موعود ہے اور۔ لہذا ڈاکٹر صاحب کی یہ ہوشیاری کی بات کہ خاص بیٹے اور پوتے سے متعلق الہامات کو ایک … کے متعلق قرار دے کر انہیں مصلح کی کسی آئندہ زمانہ میں پیدائش کے لئے قرار دے لیا ہے۔ حالانکہ وہ دو الگ الگ وجود ہیں۔ ہر دو کی الگ الگ پیشگوئی تھی۔ نہ کہ صرف ایک وجود … کی پیشگوئی میں ہی ہر دو کا ذکر … اور grand son کے الفاظ میں الگ الگ آیا ہے۔

دوم۔ مصلح موعود کے لئے نو سالہ الہامی میعاد اٹل تھی۔ جس سے اس کی پیدائش کسی صورت میں بھی تجاوز نہ کر سکتی تھی۔ وہ اس کے صلبی بیٹا ہونے کی تعیین کر رہی ہے۔ پس مصلح موعود سے کوئی پوتا مراد لینا حضرت اقدس کی صریح تکذیب ہے۔

برخلاف اس کے غیر احمدی معترض پانچویں کے مطلق لفظ سے جس کے ساتھ کوئی ایسی قید نہیں جو اسے صلبی بیٹے کے لئے مخصوص کر دے۔ صلبی بیٹا قرار دے کر اس کی عدم پیدائش پر اعتراض کر رہا ہے۔ حالانکہ اسے اپنے گھر کی کوئی خبر نہیں۔ وہ نہیں جانتا کہ ایسے مطلق ذکر سے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ہمیشہ اس سے صلبی بیٹا ہی مراد ہو۔ چنانچہ قرآن کریم میں اس کی مثال پہلے سے موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے متعلق فرماتا ہے کہ

فبشرناها باسحاق ومن
وراء اسحاق یعقوب
(سورہ ہود ع ۷)

پھر آپ کے متعلق فرماتا ہے کہ

ووهبنا له اسحاق و
یعقوب کلا هدینا
(سورہ انعام ع ۱۰)

کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق اور یعقوب عطا کئے تھے۔

ان دونوں جگہوں میں حضرت اسحاق اور پھر حضرت یعقوب کے ملنے کا ذکر ہے پہلی جگہ بطور پیشگوئی کے اور دوسری جگہ بطور اس کے پورا ہونے کے۔ حالانکہ حضرت یعقوب ان کے صلبی بیٹے نہ تھے بلکہ پوتے تھے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ مطلق کسی لڑکے کی بشارت کا ملنا جس کے ساتھ کوئی تعیین نہ ہو اس بات کو ضروری قرار نہیں دیتا کہ وہ ضرور اس کا صلبی بیٹا ہی ہو۔ اور میں اوپر دکھا چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پانچویں سے مراد پوتا لیا تھا۔ اور مزید الہام میں بھی پوتے کا ذکر آ گیا تھا۔

اسبات پر کہ بیٹے سے مراد کبھی پوتا بھی ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بڑے خوش ہیں کہ جب لڑکے سے کبھی پوتا بھی مراد ہو سکتا ہے۔ تو اس سے یہ معلوم ہو گیا کہ پانچویں سے مصلح موعود ہی مراد ہے۔ جو ایک طرح آپ کا بیٹا اور ایک طرح پوتا ہو گا۔ حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ اس مثال ہی سے یہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم کے ہاں اول صلبی بیٹا پیدا ہوا اور اس کے بعد پوتا ہوا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی اول خاص بیٹا ہونا تھا اور پھر اس کے بعد کسی پوتے کی باری تھی۔ نہ یہ کہ ہر دو سے مراد صرف پوتا تھا۔ نہ وہاں ہر دو سے مراد صرف پوتا تھا۔ نہ یہاں ہر دو سے مراد صرف پوتا ہے۔

یہ یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانہ کے ابراہیم ہیں۔ آپ فرماتے ہیں ؎

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

پس آپ کے اس نشان کو بھی ویسا ہی نشان کیوں نہ سمجھا جائے۔ قرآن کریم میں ان واقعات کا ذکر صرف قصہ کے طور پر نہیں آیا۔ بلکہ ان کا ہر واقعہ بطور پیشگوئی کے بیان ہوا ہے۔ اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہرائیگی۔ آئندہ بھی ابراہیم پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی ایک خاص بیٹا اور خاص پوتا عطا کرے گا۔ پس اول تو اس قرآنی پیشگوئی سے الگ الگ بیٹے اور پوتے کا ثبوت ملتا ہے۔ دوسرے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات نے بھی بعینہ ایک خاص بیٹے اور ایک خاص بیٹے یعنی دو کے متعلق الگ الگ خبریں دے رکھی تھیں اور آپ کے کسی الہام نے یا خود آپ نے انہیں کبھی بھی ایک قرار نہیں دیا تھا۔ بلکہ نو سالہ الہامی میعاد نے بھی جو خاص بیٹے کے لئے مقرر تھی اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی۔ اور یہ میعاد نہ تو کبھی منسوخ ہوئی اور نہ اس میں کبھی رد و بدل ہوا تھا۔ اور بشیر اول کی وفات کے بعد بھی وہ اپنی جگہ قائم و برقرار رکھی گئی تھی۔ بلکہ آپ نے اسے بار بار دہرا کر اعلانات کے ذریعہ سے مخالفوں تک پہنچا کر اسے پکا کر دیا تھا۔ اور بتکرار اسے یاد دلایا تھا۔ اور یہ بھی اعلان کیا تھا کہ یہ میعاد منسوخ نہیں (اشتہار محک اخیار و اشرار) بلکہ یہاں تک اعلان فرما دیا تھا کہ اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدا تعالیٰ عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک کہ اپنے وعدہ کو پورا نہ کرے۔
(اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء)

اور یہ میعاد ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء سے ۲۱ر مارچ ۱۸۹۵ء تک ختم ہو چکی ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں حضرت اقدس علیہ السلام خود تنبیہہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"تعصب اور کینہ کے
سخت جنون نے کیسی ان
کی عقل ماردی ہے۔ نہیں دیکھتے
کہ اشتہار ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء
میں صاف تولد فرزند موصوف
کے لئے نو برس کی میعاد
لکھی گئی ہے"۔
(اشتہار محک اخیار و اشرار)

پس خاص بیٹے اور خاص پوتے کو ایک قرار دینا سخت حق پوشی ہے۔ وہ ایک نہیں بلکہ دو الگ الگ وجود ہیں۔ اگر اس جگہ اس خاص بیٹے سے مراد آئندہ ہونے والا کوئی پوتا لیا جاوے تو نو سالہ میعاد بیکار ٹھہرتی ہے۔ اور آپ کی مذکورہ تنبیہہ بے سود۔ اہل پیغام کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ کہیں مذکورہ تنبیہہ کی زد دیگر مخالفین کی طرح ان پر بھی تو نہیں پڑتی۔ اور یہ کہ کینہ اور تعصب کے سخت جنون نے ان کی

منقولات

ہندوستان میں آوارہ گایوں کا مسئلہ

پنجاب گورنمنٹ نے اپنے تمام صوبہ کے ڈپٹی کمشنروں کے نام ہدایت جاری کی ہے کہ وہ اپنے علاقہ سے تمام آوارہ گایوں کو پکڑ کر ایک جگہ جمع کریں کیونکہ ان کو جنوبی ہندوستان بھیجنے کا انتظام کیا جا رہا ہے اور اندازہ کے مطابق اس صوبہ میں ایک لاکھ کے قریب آوارہ گائیں موجود ہیں جو ہر سال ایک لاکھ ٹن اناج کو ضائع کرتی ہیں آوارہ گایوں کی یہ پوزیشن صرف صوبہ پنجاب تک محدود نہیں بلکہ دوسرے صوبہ جات میں بھی یہی حالت ہے۔ چنانچہ پچھلے دنوں الہ آباد میں ہزارہا گایوں کو پکڑ کر دریا پار چھوڑ دیا گیا تھا مگر یہ مسئلہ وہاں پھر بھی حل نہ ہوا۔ کیونکہ گائے کے کاٹنے کی قریب قریب ہر شہر اور صوبہ میں ممانعت ہے اور گائے کو اپنی ماں کا درجہ دینے والے زر پرست ہندو اپنے ہاں کی گائے کو اس وقت اپنے گھر سے نکال دیتے ہیں جب وہ دودھ نہ دیتی ہو اور یہ بے چاری بازاروں میں گندے چیتھڑے۔ ردی کاغذ کے ٹکڑے اور غلاظت کھانے پر مجبور ہوتی ہے۔ چنانچہ راجپوتانہ کے ایک ذمہ دار دوست نے ہمیں بتایا کہ دودھ نہ دینے والی گائیں پاکستان کے قیام سے پہلے نو سال لاکھوں کی تعداد میں راجپوتانہ سے یو۔پی کو بھیجی جاتی تھیں (ایڈیٹر "ریاست" کو یاد ہے اس زمانہ میں "ریاست" کا دفتر ہلٹی روڈ پر تھا اور دیکھا جاتا تھا کہ ہر روز ہزارہا کی تعداد میں گائیں اس سڑک پر یو۔پی کو لے جائی جاتی تھیں) جہاں کہ وہ قصابوں کے ہاتھوں کاٹی جاتیں ہندوستان کے مسلمان ان کا گوشت بطور خوراک استعمال کرتے اور ملک میں چمڑے کی تجارت بھی عروج پر تھی اور یہ چمڑا کانپور میں رنگے جانے کے لئے یورپ کے ممالک کو بھیجا جاتا اور اب پوزیشن یہ ہے کہ چونکہ یو۔پی اور دوسرے صوبہ جات میں گائے کے کاٹنے کی ممانعت ہے۔ راجپوتانہ کی دودھ نہ دینے والی گائیں آج کل وہاں پانچ پانچ اور سات سات روپے میں فروخت ہوتی ہیں اور وہاں سے پھر یہ ہزارہا کی تعداد میں پاکستان کو سمگل کی جاتی ہیں جہاں کہ کٹنے کے بعد ان کا گوشت تو کھانے کے کام آتا ہے اور ان کا چمڑا پچیس پچیس روپیہ میں فروخت ہوتا ہے اور پاکستان کے سوداگر اس چمڑے کو یورپ بھیج کر کروڑوں روپے پیدا کر لیتے ہیں۔ یعنی اقتصادی لحاظ سے گائے کا کاٹنا ہندوستان کے لئے بہت بڑے نقصان کا باعث ثابت ہو رہا ہے۔ حالانکہ جہاں تک اہنسا یعنی جانوروں پر رحم کرنے کا تعلق ہے ہندوستان کے ہندوؤں کی مجاورتی بکرے اور مرغی وغیرہ جانوروں اور پرندوں کی جان لینے میں کوئی عیب نہیں سمجھتی اور صرف مذہبی جذبات کے زیر اثر ہی گائے کو کاٹا نہیں جاتا چاہے ان کو زندہ رکھ کر یہ آوارہ چھوڑ کر اور اس کو فاقہ میں مبتلا کر کے اس پر ظلم کیا جائے۔

جو ہندو گائے کے کاٹنے کے خلاف ہیں وہ بتائیں کہ جن صورت میں کہ پچھلے گیارہ برس کے اندر ہندوستان میں گائیں ضرورت سے زیادہ پیدا ہو چکی ہیں۔ ہندوستان کے لوگوں کو کھانے کے لئے اناج بھی نہیں مل رہا اور جانوروں کیلئے چارہ حاصل کرنا ممکن ہی نہیں اور ہندو اپنی زر پرست فطرت کے مطابق گائے پر ظلم کرنا کوئی گناہ نہیں سمجھتے۔ آوارہ گایوں کے مسئلہ کے حل کی کیا صورت ہو۔ اور اس کے متعلق ہندو مہاسبھا، آریہ سماج اور راشٹریہ سیوم سنگھ کی کیا پوزیشن ہے کیونکہ گورنمنٹ جب اکنامکس کے لئے چمڑے کی ضرورت بیان کرتے ہوئے گائے کے کاٹنے کے حق میں قدم اٹھائے تو شور پیدا کیا جاتا ہے اور گائے نہ کاٹی جائے تو آوارہ

۳۱ مارچ

اس سال تحریک جدید کے وعدے سو فیصدی ادا کر نیوالے مجاہدین کی پہلی فہرست ۳۱ مارچ ۱۹۵۹ء کو سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لغرض دعا پیش کی جائے گی۔ احباب کرام کو زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے وعدے ۳۱ مارچ تک سو فی صدی ادا کر دیں۔ تاکہ سابقون الاولون کی پہلی فہرست علاوہ حضرت اقدس کے حضور پیش کرنے کے انشاء اللہ تعالیٰ اخبار بدر میں بھی شائع کی جائے گی۔ جماعتوں کے سیکرٹریان مال اور پریذیڈنٹ صاحبان پوری کوشش کریں کہ وہ اپنی جماعت کے احباب سے ۳۱ مارچ تک سو فی صدی وصولی کر کے مرکز میں بھیجیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنوں میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

خبریں

لکھنؤ ۲ مارچ۔ وزیر اعظم شری نہرو نے بھارتی نوجوانوں سے کہا ہے کہ وہ تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا کے مسائل کا حوصلے، اور مستقل مزاجی سے سامنا کریں۔ شری نہرو نے لکھنؤ یونیورسٹی کے طلباء کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے باعث دنیا کی صورت بدل گئی ہے۔ یہ خلائی تحقیقات اور جیسا کہ مہمات عام بن گئی ہے۔ اور بعض اوقات یہ کہانیاں بہت زیادہ پرکشش ہوتی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ طلباء اپنے دماغ کھلے رکھیں تاکہ وہ نئی باتوں کو قبول کر سکیں۔ اُنہوں نے کہا کہ بھارت میں بھی عظیم صنعتی انقلاب آ رہا ہے۔ اس لئے طلباء کو اس انقلاب میں اہم رول ادا کرنے کے لئے تیار ہونا چاہیئے۔ انقلاب ہمیشہ انسانیت کے لئے اچھے نتائج مند نہیں ہوتے مگر سائنسی اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے ساتھ ساتھ اخلاقی سوچ و چار کا مادہ نہ بڑھے تو یہ ترقی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ شری نہرو نے ٹیچروں کے رول کا ذکر کیا اور کہا کہ طلباء کو اچھا بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ٹیچر اعلیٰ اوصاف اور اخلاق کے مالک ہوں۔ اُنہوں نے کہا کہ انسان کی ترقی میں اعلیٰ اخلاق نے اہم رول ادا کیا ہے۔ اخلاق نے ہی لوگوں پر اثر ڈالا ہے۔ یونیورسٹیاں اور تعلیمی ادارے نوجوانوں کے کیریکٹر کو ڈھالنے کے لئے موزوں ترین مقامات ہیں آج کے بھارتی نوجوانوں پر بھاری ذمہ داریاں ہیں۔ کیونکہ یہ مستقبل کے بھارت کے معمار ہیں۔ انسان کا مستقبل قابل اشخاص بناتے ہیں انسانوں کی کوالٹی کسی ملک کو اول یا دوسرے درجہ کا بناتی ہے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ ایک قوم اور درخت کے بڑھنے میں بھاری یکسانیت ہے۔ جس طرح درخت جڑوں سے تقویت حاصل کرتا ہے اسی طرح قوم ماضی کی روایات سے سبق لیتی ہے۔ لیکن درخت ہمیشہ جڑوں کے رس پر قائم نہیں رہ سکتا اور اگر اسے روشنی اور ہوا نہ ملے تو وہ مرجھا جائے گا اور اس طرح قوم اپنا دماغ کھلا نہ رکھے تو وہ ترقی نہیں کر سکتی۔

کانپور ۲ مارچ۔ کل کانپور میں دہلی کی لڑکیوں کی دو ہاکی ٹیموں کے درمیان گرین پارک میں کھیلے جا رہے نمائشی میچ کے دوران پولیس اور طلباء کے درمیان زبردست تصادم ہوا۔ جس کے نتیجہ کے طور پر ۶۵ اشخاص جن میں ۴۵ پولیس افسر و سپاہی شامل تھے، زخمی ہوئے۔ ان میں سے کسی ایک کو شدید زخم آئے۔ یہ میچ کل شام ایک ہندو دھرم شالہ کی تعمیر کے سلسلہ میں چندہ اکٹھا کرنے کی غرض سے کیا گیا تھا طلباء نے بار بار گیٹ توڑ کر سٹیڈیم کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی چنانچہ طلباء کو ایسا کرنے سے باز رکھنے کے لئے پولیس نے آنسو رلانے والی گیس کے ۴ گولے پھینکے مگر پھر بھی جب طلباء باز نہ آئے اور صورت حالات بگڑنے لگی تو نصف گھنٹہ کی کھیل کے بعد میچ ملتوی کرنا پڑا۔ اس سلسلہ میں پولیس نے ۹ اشخاص کو گرفتار کر لیا ہے۔ شری گیان پرکاش ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کانپور نے ایک پریس نوٹ میں کہا ہے کہ کل شام ۵ بجے جب گرین پارک میں لڑکیوں کی دو ٹیموں کے درمیان میچ کھیلا جا رہا تھا تو بہت سے طلباء نے جن میں زیادہ تر ڈی۔ اے۔ وی کالج کے ہوسٹل میں رہنے والے طلباء تھے بلا ٹکٹ سٹیڈیم کے اندر جانے کی غرض سے سٹیڈیم کی دیواریں پھاندنی شروع کر دیں۔ اور انہوں نے سٹیڈیم کے گیٹ بھی توڑ دیئے۔ پولیس اور ڈیوٹی پر موجود مجسٹریٹ نے اُنہیں ایسا کرنے سے روکا۔ اس پر کچھ غیر ذمہ دار لیڈروں نے طلباء کو پولیس پر حملہ اور پتھراؤ کرنے پر اکسایا چنانچہ کچھ سپاہیوں کو دھکے بھی مارے گئے۔ صورت حال بے قابو ہوتے دیکھ کر موقعہ پر موجود مجسٹریٹ نے نرم لاٹھی چارج کا حکم دیا۔ طلباء کو منتشر کرنے کے لئے ٹیئر گیس کے کچھ گولے بھی چھوڑے گئے تھے۔ اس پر طلباء سڑک پر سے تو منتشر ہو گئے۔ لیکن ہوسٹل کی عمارت سے وہ پتھراؤ کرتے رہے۔

لکھنؤ ۳ مارچ۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے کل رات یہاں ایک پبلک جلسہ میں بتایا کہ حکومت اناج کا تھوک بیوپار سرکاری سطح پر کرنے کے انتظامات مکمل نہیں کر سکی۔ مگر اس فیصلہ پر صرف اس شکل میں عمل ہو گا کہ حکومت اناج کے تھوک بیوپاریوں کو لائسنس جاری کرے گی اور اُنہیں حکومت کی کچھ شرائط کو پورا کرنا پڑے گا پنڈت نہرو نے کہا کہ اناج کا تھوک بیوپار سرکاری سطح پر کرنے کا فیصلہ اس لئے ضروری ہو گیا تھا۔ کہ کوئی حکومت چند آدمیوں کو اپنی مرضی کے مطابق قیمتیں بڑھا کر عوام کے لئے مشکلات پیدا کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔

کانپور ۳ مارچ۔ کانپور میں کل جہاں لڑکیوں کی ہاکی کی ٹیموں کے میچ کے موقعہ پر طلباء، پولیس میں جھگڑا ہو گیا تھا۔ آج صبح حالات پھر بگڑ گئے جبکہ طلباء نے ایک جلوس نکال کر کوتوالی کے سامنے مظاہرہ کیا۔ اور خشت باری کی۔ پولیس نے طلباء پر لاٹھی چارج کیا۔ ۲۶ اشخاص جن میں بیشتر طلباء ہی گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ زخمیوں میں سے آٹھ اشخاص کو جنہیں زیادہ چوٹیں آئی ہیں ہسپتال پہنچایا گیا۔ کل بھی طلباء پر لاٹھی چارج کیا گیا تھا۔ حکام نے کل شام جھگڑے کے پیش نظر شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی تھی مگر طلباء نے آج صبح اس کی خلاف ورزی میں جلوس نکالا۔

کراچی یکم مارچ۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر ہیمر شولڈ آج کراچی پہنچے جہاں وہ دو روز قیام کریں گے۔ ہوائی اڈہ پر اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ اگر پاکستان کے صدر جنرل ایوب نے کشمیر کا سوال اُٹھایا تو وہ اس بارے میں ان سے بات چیت کریں گے

ڈھاکہ ۲ مارچ۔ پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر منظور قادر نے آج یہاں کشمیر اور نہری پانی کے جھگڑے حکومت کے سامنے سر فہرست ہیں۔ اور وہ ان مسائل کا منصفانہ حل تلاش کرنے کی پوری کوشش کرے گی۔ معاہدہ بغداد کے بارے میں انہوں نے کہا کہ پاکستان کو ایسے دوستوں کی ضرورت ہے جن پر بھروسہ کیا جا سکے۔ ترکی اور ایران ہمارے معتمد دوست ہیں۔ اگرچہ امریکہ معاہدہ بغداد کا ممبر نہیں لیکن وہ اس کے بہت قریب ہے۔ اور پاکستان اور امریکہ کے مابین جلد باہمی دفاعی معاہدہ ہو رہا ہے انہوں نے کہا کہ خارجہ پالیسی کا انحصار ملک کی اندرونی قوت پر ہوتا ہے۔ اسلئے ہر شخص کو پاکستان کو مضبوط بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں خیالات کا اظہار تو آزادی ہے لیکن کسی کو قومی استحکام کو نقصان پہنچانے کی اجازت نہ دی جائیگی۔